ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
29 اگست تا 4 ستمبر 2002ء

☆ خطرے کی گھنٹی! (اداریہ)
☆ 11 ستمبر اور ہم!!! (تجزیہ)
☆ کروسیڈ کا نیا مرحلہ (افکارِ معاصر)

اسلامی معاشرت

اسلام انسانیت کا رہنما دین ہے۔ یہ اسے شائستگی، تہذیب اور مدنیت سکھانے کے لئے آیا ہے۔ یہ انسان کو خدا سے ملانے اور اس کو انتہائی مہذب اور باوقار بندہ بنانے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ اس لئے اسلام انسان کو انفرادی طرزِ عمل اور آداب کی تعلیم بھی دیتا ہے کہ وہ ذاتی حیثیت میں کیسا انسان ہو، اس کی عادات، اس کا لباس، اس کا طرزِ عمل، اس کی گفتگو اور اس کے معاملات کیسے ہوں اور اسے یہ تعلیم بھی دیتا ہے کہ دوسرے بنی نوع انسان کے ساتھ اس کا معاملہ کیسا ہو۔ وہ ان سے کس طرح پیش آئے۔ اپنے سے چھوٹوں کے ساتھ کیسا سلوک کرے، اپنے سے بڑوں کے ساتھ کیا آداب ملحوظ رکھے اور اپنے برابر کے لوگوں کے ساتھ اس کے معاملات کیسے ہوں۔ دوستوں سے دوستی کیونکر نبھائے اور دوستی میں کن حدود کا پابند ہو اور دشمنوں کے ساتھ دشمنی میں بھی کن آداب کو ملحوظ رکھے اور کہاں پہنچ کر رک جائے۔

غرض اسلام ایک جامع تصورِ زندگی دیتا ہے اور انسان اسلام سے وابستہ ہو کر اگر اس کی پیروی کرے، اس کا علم بھی حاصل کرے اور اس علم کے مطابق عمل بھی کرے تو ایسا انسان ایک مثالی انسان بن سکتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ جب مسلمان اسلام کے مطابق عمل کرتے تھے تو دنیا کے لوگ ان کی تجارت کی دیانت کو دیکھ کر بھی مسلمان ہو جاتے تھے۔ سارا مشرق بعید مسلمانوں کے لشکروں سے فتح ہو کر نہیں بلکہ مسلمان تاجروں کی دیانت، تقویٰ اور شرافت کو دیکھ کر ہی مسلمان ہوا تھا۔

(سعید اسعد گیلانی کی کتاب ''اسلامی طرزِ حیات'' سے ایک اقتباس)

سورۃ البقرۃ (۷۶)

ڈاکٹر اسرار احمد

(گزشتہ سے پیوستہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(البقرۃ:۱۴۳)

...... تحویل قبلہ کے واقعے پر یہود کی طرف سے جو مخالفانہ پروپیگنڈا شروع ہوا اور جس سے بعض سادہ لوح مسلمان بھی متاثر ہو گئے' یہاں درحقیقت اس کی پیش بندی کے طور پر نہ صرف یہ کہ مخالفین کے اعتراضات کو حماقت پر مبنی قرار دیا گیا بلکہ جواباً دوٹوک الفاظ میں فرما دیا کہ کہہ دیجئے مشرق اور مغرب سب اللہ کے لئے ہیں۔ قرآن مجید میں مشرق اور مغرب کے الفاظ واحد کے صیغے میں بھی آئے ہیں' تثنیہ کے صیغہ میں بھی اور جمع کے صیغہ میں بھی آئے ہیں۔ سورۃ الرحمٰن میں ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ اور سورۃ المعارج میں ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ﴾ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ اس آیت میں مشرق اور مغرب پر جو الف لام آیا ہے وہ حصر کے لئے بھی ہو سکتا ہے کہ تمام مشرق اور تمام مغرب اللہ ہی کے لئے ہے۔ گویا اس طرح اللہ تعالیٰ کی وسعتِ ملکیت کا احساس دلایا گیا ہے کہ کل کائنات اسی کے قبضہ اختیار میں ہے۔ اقتدار مطلق اسی کا ہے۔ ساتھ ہی فرمایا: ''وہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے سیدھی راہ کی طرف''۔ یہاں ''مَنْ يَّشَاءُ'' کے یہ معنی بھی لئے جا سکتے ہیں کہ جو ہدایت چاہتا ہو' جو ہدایت کا طالب ہو۔ اس طرح مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کے طالب ہوتے ہیں۔ یہ دونوں مطلب ہی ٹھیک ہیں۔ دراصل یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ اس کی ذومعنیین عبارات بھی درحقیقت قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر دلالت کرنے والی ہیں۔ تو اللہ جس کو چاہتا ہے' ہدایت دیتا ہے اور جو شخص ہدایت چاہتا ہے اللہ اسے ضرور ہدایت دیتا ہے' یہ دونوں ترجے ہو سکتے ہیں۔ گویا یہ بات واضح کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت مطلق ہے۔ اصل شے اس کائنات کے اندر اس کا فیصلہ اور اس کی مشیت ہے۔ وہی حکمران ہے۔ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اسی طرح سورۃ الانعام کی آیت 125 میں فرمایا ''اللہ خوب جانتا ہے کہ پیغمبری سے کس کو سرفراز کرے''۔ یعنی اس کی مشیت اور اس کا فیصلہ ہی موثر حقیقی ہے۔ اسی ضابطے کے تحت اس نے جسے چاہا آخری امت اور امت وسط کے طور پر منتخب کر لیا۔

قرآن مجید میں اہم مضامین عام طور پر دو مرتبہ آئے ہیں۔ ایک مقام دوسرے کے لئے مفسر بن جاتا ہے۔ اگر ایک مضمون کسی ایک جگہ تشنہ ہو تو دوسری جگہ اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ سورۃ الحج کی آخری آیت درحقیقت سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ کا مثنیٰ ہے ﴿...... لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ اس نے تم کو چن لیا ہے تاکہ رسولؐ بن جائیں گواہ تم پر (یا تمہارے خلاف) اور تم بن جاؤ گواہ پوری نوع انسانی پر (یا تمام نوع انسانی کے خلاف)۔ صرف ترتیب بدلی ہے۔ وہاں رسول کا ذکر پہلے ہے اور امت کا بعد میں' جبکہ آیتِ زیرِ درس میں امت کا ذکر پہلے ہے اور رسول کا بعد میں۔ یہ ایک عکسی ترتیب کی مثال ہے۔ (جاری ہے۔)

☆ ☆ ☆

فرمانِ نبویؐ

کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے

چوہدری رحمت اللہ بتر

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا (رواہ مالک)

''حضرت صفوان بن سلیمؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے تو آپؐ نے فرمایا ہاں۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی مومن بخیل ہو سکتا ہے تو آپؐ نے فرمایا ہو سکتا ہے۔ پھر عرض کیا گیا کہ مسلمان کذاب (یعنی بہت جھوٹا) ہو سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا' نہیں''۔

مطلب یہ ہے کہ بزدلی اور بخل بھی بری عادتیں ہیں اور قرآن مجید میں بھی اور احادیث میں بھی ان کی بہت مذمت کی گئی ہے لیکن ایک مسلمان میں ان فطری کمزوریوں کا ہونا بعید از قیاس نہیں ہے لیکن مومن اور جھوٹ' یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس قبیل کی بعض حرکتیں جیسے بدکلامی' فحش گوئی اور دوسروں کے خلاف زبان درازی' ان عادات کو بھی آپؐ نے ایمان کے منافی قرار دیا ہے۔ ہر مسلمان کو ان عادات سے شعوری طور پر اپنے آپ کو بچانا چاہئے کیونکہ یہ اس کے شایانِ شان نہیں ہیں۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

جلد 11 شمارہ 34

29 اگست تا 4 ستمبر 2002ء

(19 تا 25 جمادی الثانی 1423ھ)

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

معاونین: مرزا ایوب بیگ، سردار اعوان
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 03-5869501 فیکس: 5834000
E-Mail:anjuman@tanzeem.org
Website:www.tanzeem.org

قیمت : 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
☆یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ
.... 1500 روپے
☆امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ
.... 2200 روپے

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ عاکف سعید

خطرے کی گھنٹی

دو روز قبل قومی اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہونے والا امریکی سنٹرل کمان کے سربراہ جنرل ٹومی فرینک کا یہ بیان ہمارے لئے ایک پیشگی وارننگ اور عبرت کے تازیانے کا درجہ رکھتا ہے کہ ''القاعدہ اور طالبان کے خلاف ہماری زیرِ قیادت افغانستان کے پڑوس میں آپریشن کی ضرورت ہے۔'' یہ بات بالکل واضح ہے کہ جس پڑوس کا وہ ذکر کر رہے ہیں اس میں سرفہرست پاکستان ہی ہے۔ جنرل ٹومی فرینک نے اس بیان کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اپنے جارحانہ عزائم کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ ''افغانستان کے ہمسایہ ممالک سے ہمارے تعلقات اس بات کی اجازت دیں گے کہ ہم یہ کام کریں جس کی ہم ضرورت محسوس کرتے ہیں۔'' گویا دوسرے لفظوں میں وہ یہ واضح کرنا چاہ رہے ہیں کہ انہیں کسی کے سابقہ تعاون کا کوئی لحاظ ہے نہ کسی کی وفاداری کا پاس' انہیں یہ کام بہرصورت کرنا ہے' جو کوئی اس راہ میں حائل ہوگا وہ اپنے بُرے بھلے کا خود ذمہ دار ہوگا۔۔۔۔ کیا امریکی جنرل کے اس بیان کے بعد بھی صدر پرویز مشرف اور ان کی سی سوچ رکھنے والوں کے لئے امریکہ سے کسی خیر کی توقع رکھنے کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔۔۔۔!!!

جنرل حمید گل نے جو ایک جہاندیدہ سابق فوجی جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ اب پاکستان کے معروف اسلام پسند دانشوروں میں بھی شمار ہوتے ہیں' امریکی سنٹرل کمان کے سربراہ کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''امریکی بیان خطرے کی گھنٹی ہے۔ پڑوسی سے امریکہ کی مراد صرف پاکستان ہے۔ امریکی خواہشات پر حکومت اور عوام کے مابین خلیج وسیع ہو رہی ہے۔ امریکہ کو ہمارے قومی ڈھانچے میں کمزوری کے باعث پاکستان اور اس کی ایٹمی تنصیبات کو نشانہ بنانے کا موقع مل رہا ہے۔۔۔۔ اور امریکی فوج اب پاکستان میں آپریشن کے لئے تاک میں بیٹھی ہے۔'' جنرل حمید گل کے تجزیئے سے ہمیں کامل اتفاق ہے کہ انہی اندیشوں کا اظہار ہم گزشتہ کئی ماہ سے ''ندائے خلافت'' کے ان صفحات اور متعدد دیگر Forums پر کرتے رہے ہیں۔۔۔۔ وہ تمام اندیشے جن کا اظہار 11 ستمبر 01ء کے بعد ملک و قوم کا درد رکھنے والے اہلِ بصیرت نے بطرزِ انتباہ کیا تھا' وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مجسم حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔

افغانستان میں طالبان کی پاکیزہ اسلامی حکومت کو تخت و تاراج کرنے' ہزاروں بے گناہوں کو اندھادھند بمباری کی بھینٹ چڑھانے' افغانستان کا امن و سکون تہہ و بالا کرنے اور سینکڑوں طالبان اور دیگر مجاہدین کو وحشت و بربریت کا نشانہ بنا کر ظلم و ستم کے سیاہ ترین ابواب رقم کرنے کے بعد طاقت کے نشے میں چُور بدمست ہاتھی یعنی امریکہ جس کا ریموٹ کنٹرول اسرائیل کے ہاتھ میں ہے' کا رخ اب اپنے دوسرے اور اہم ترہدف پاکستان کی طرف ہے۔ امریکہ کے ساتھ وفاداری اور دینِ اسلام اور مجاہدین اسلام کے ساتھ کی گئی غداری کا ''صلہ'' اب شاید پاکستان کو ملنے والا ہے۔

اِن حالات میں پاکستان کو کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے' جنرل حمید گل صاحب نے اس ضمن میں بعض تجاویز بھی دی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ متوقع امریکی جارحیت کا مقابلہ کرنے کی خاطر چین اور روس سے تعلقات استوار کئے جائیں۔ اُن کا خیال ہے کہ روس طاقت کے توازن میں واپس آ کر اپنا مقام بنا رہا ہے۔ جنرل صاحب کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ کابل پر امریکی نہیں روسی پرچم لہرا رہا ہے' لہٰذا ہمیں روس کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کی خاطر روس اور چیچنیا میں مفاہمت کرانی چاہئے۔ جنرل صاحب نے حکومت کی آئینی ترامیم کو بھی ملک کے مستقبل کے اعتبار سے مہلک قرار دیتے ہوئے حکومت کو اپنے طرزِ عمل پر نظرثانی کا مشورہ دیا ہے۔

ہم جنرل حمید گل کی ان تجاویز کی اہمیت کے منکر نہیں ہیں' بلکہ ہمارے نزدیک اسباب و علل کی دنیا میں رہتے ہوئے دشمن کے خطرے سے بچنے اور ملک و قوم کی بہتری کے لئے ہر ممکن تدبیر کرنا ازبس ضروری ہے' تاہم ہمارے نزدیک اس ضمن میں اہم ترین اور مقدم ترین بات یہ ہے کہ ہم اپنے رب کو راضی کرنے کی فکر کریں۔ اپنے انفرادی اور اجتماعی گناہوں پر صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں' اس کی جناب میں خلوصِ دل سے توبہ کریں اور انفرادی زندگی میں اصلاحِ عمل کے ساتھ ساتھ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اللہ کے کلمہ کی سربلندی' اس کے دین کے غلبہ و اقامت اور قیامِ نظامِ خلافت کے لئے بھرپور اجتماعی جدوجہد کے لئے کمر کس لیں۔۔۔۔ کیا عجب کہ اللہ ہماری سابقہ کوتاہیوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنی رحمت کے دروازے ہم پر کھول دے اور دشمن کی تدابیر کو ناکام بنا دے۔ قوم کا ایک قابلِ ذکر حصہ اگر اس راہِ عمل کو اختیار کر لے تو آنے والے عذاب کو ٹالا جا سکتا ہے۔ بصورتِ دیگر خطرے کو سامنے دیکھ کر محض کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینے سے خطرہ ٹلا نہیں کرتا۔ OO

قانون قدرت ہے کہ ہر جزر کے بعد مد آتا ہے چنانچہ ہجرت مدینہ کے بعد حضورؐ کی سیرت میں یہی بات نظر آتی ہے

حضورؐ نے مدینہ آمد کے چھ ماہ بعد ''اقدام'' کا مرحلہ شروع فرمایا اور غزوہ بدر سے پہلے آٹھ مہمات پیش آئیں

انقلابی جدوجہد کا پانچواں مرحلہ: ''اقدام''

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے 23 اگست 2002ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

گزشتہ جمعہ ہم نے انقلابی جدوجہد کے چوتھے مرحلے یعنی صبر محض (Passive Resistance) پر گفتگو کی تھی۔ آج ہماری گفتگو کا موضوع انقلابی جدوجہد کا پانچواں مرحلہ ہے' جسے اقدام (Active Resistance) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے میں باطل نظام کو براہِ راست چیلنج کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے کی تفصیل میں جانے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ''صبر محض'' کیونکر ''اقدام'' میں تبدیل ہوتا ہے' آنحضور ﷺ کی انقلابی جدوجہد میں یہ تبدیلی کیسے آئی! پہلے تو یہ کہا جارہا تھا کہ چاہے تمہارے ٹکڑے اُڑا دیئے جائیں تم جوابی کارروائی نہیں کرو گے' اب یہ حکم دیا گیا کہ سامنے آؤ اور باطل نظام کو چیلنج کرو۔ ان دونوں رویوں میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے' اس مرحلے کی ضرورت کیوں پڑی۔

دیکھئے' قدرت کا ایک اصول ہے۔ قرآن حکیم میں سورۃ الانشراح میں اس کا ذکر ملتا ہے کہ ''یقیناً مشکل کے ساتھ ہی آسانی ہے''۔ اسی کو اردو محاورے میں یوں کہا جاتا ہے کہ ہر جزر کے بعد مد آتا ہے۔ حضور ﷺ کی انقلابی جدوجہد کے دسویں سال میں جزر کی انتہا نظر آتی ہے' یعنی حالات کی سختی اور مایوسی کا غلبہ۔ اسی لئے اس سال کو ''عام الحزن'' قرار دیا گیا۔ اس میں سب سے پہلا واقعہ یہ ہوا کہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا انتقال ہوگیا۔ آپؐ نے اپنی جوانی کے 25 برس ان کی رفاقت میں بسر کئے تھے۔ سخت ترین حالات میں آپؐ کو حوصلہ دلانے اور ہمت بندھانے والی رفیقہ حیات جو صدق و وفا کا پیکر تھیں' رخصت ہوئیں۔ دوسرا اہم واقعہ حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہے۔ اگرچہ وہ ایمان لائے بغیر دنیا سے رخصت ہوئے لیکن انہوں نے آپؐ کو دنیاوی طور پر بہت سہارا دیا تھا۔ انہی کی وجہ سے مکہ کے قبائلی نظام کے اندر حضور ﷺ کو ایک طرح کا تحفظ حاصل تھا۔ ابوطالب کے انتقال کے بعد دشمنوں کا راستہ صاف ہوگیا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے سوچا کہ اب مکہ میں تو رہنا مخدوش ہے کیونکہ کسی بھی وقت مجھے قتل کیا جاسکتا ہے' لہٰذا اسلام کی دعوت کے لئے اپنا کوئی متبادل مرکز بنایا جائے۔ اسی غرض سے حضور ﷺ طائف تشریف لے گئے۔ لیکن جو صورتحال وہاں پیش آئی وہ مکہ میں دس برس میں بھی نہ ہوئی تھی۔ طائف کے تینوں بڑے سرداروں سے آپؐ نے ملاقات کی کہ اگر ایمان لے آؤ اور میرا ساتھ دو تو میں یہاں منتقل ہو جاؤں لیکن تینوں نے بہت تلخ جواب دیئے اور وہاں کے اوباش قسم کے آوارہ لڑکوں کو اشارہ کر دیا کہ ذرا ان کی خبر لو۔ اب پتھراؤ ہو رہا ہے' آپؐ کا جسم اطہر لہولہان ہوگیا۔ آپؐ اسی حالت میں شکستہ دل کے ساتھ واپس مکہ پہنچے' لیکن اب آپ مکہ میں داخل نہیں ہوسکتے تھے کہ ہوسکتا ہے کہ کفار مکہ فوراً حملہ کر دیں۔ لہٰذا آپؐ جبل النور کے دامن میں ٹھہر گئے۔ وہاں سے آپؐ ایک کافر سردار مطعم بن عدی کی امان لے کر مکہ میں داخل ہوئے۔ مکہ میں تو یہ مایوس کن حالات تھے۔ گویا جزر کی انتہا تھی۔ لیکن یہیں سے مد شروع ہوتا ہے اور امید کی کرنیں پھوٹنے لگتی ہیں۔ اسی سال جب حج کا موسم آیا تو مدینہ سے آئے ہوئے خزرج کے چھ افراد ایمان لے آئے۔ یوں ایک چھوٹی سی کھڑکی مدینے کی طرف کھل گئی۔ اگلے سال بارہ افراد نے آکر حضور ﷺ سے بیعت کی اور انہوں نے فرمائش کی کہ آپؐ ہمیں اپنا کوئی شاگرد دے دیں جو ہمیں قرآن پڑھائے۔ چنانچہ ایک نوجوان صحابی حضرت مصعب بن عمیرؓ کو حضور ﷺ نے مدینہ بھیج دیا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک نابینا صحابی عبداللہ ابن مکتومؓ کو بھی تعلیم قرآن کے لئے مدینہ بھیج دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال 75 افراد آگئے' 72 مرد اور تین عورتیں' جنہوں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بیعت عقبہ ثانیہ ہے جو مسلمانوں کی ہجرت مدینہ کی بنیاد بنی' کیونکہ ان لوگوں نے اصرار کیا کہ آپؐ ہمارے پاس یثرب آئیں' ہم آپؐ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جیسے کہ اپنے اہل و عیال کی کرتے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینے تشریف لے آئے۔ اب ذرا نوٹ کیجئے' حضور ﷺ نے وہاں آنے کے بعد چھ مہینے تک مشرکین مکہ کے خلاف کوئی جوابی کارروائی نہیں کی بلکہ اس عرصے میں آپؐ نے تین نہایت اہم کاموں کی جانب اپنی توجہات کو مرکوز رکھا تاکہ مدینے میں مناسب طور پر اپنے قدم جمالیں۔ وہ تین کام کیا تھے؟

۱) مسجد نبوی کی تعمیر اور ایک مرکز کا قیام —— وہی مسجد مسلمانوں کی پارلیمنٹ بھی ہے' سیکرٹریٹ بھی ہے' نماز کی جگہ بھی ہے' باہر سے جو وفد آتے وہ بھی وہیں قیام کرتے۔

۲) دوسرا اقدام جو آپؐ نے فرمایا اس کا عنوان مُؤاخات ہے' یعنی ایک مہاجر ایک انصاری کو بھائی بھائی بنا دیا تاکہ یہ دو طبقے علیحدہ نہ رہیں اور مہاجرین اس معاشرہ میں بہتر طور پر جذب ہوسکیں۔

۳) آپؐ کے تیسرے اقدام کا عنوان ہے ''میثاق مدینہ'' جو یہود کو قابو میں رکھنے کے لئے بہت ضروری تھا۔ میثاق مدینہ دراصل مدینہ کے مشترکہ دفاع کا معاہدہ تھا کہ مدینہ پر اگر باہر سے حملہ ہوا تو اوس اور خزرج کے ساتھ یہود کے تینوں قبیلے مل کر دفاع کریں گے۔

ان کاموں سے فارغ ہو کر رسول اکرم ﷺ نے کفارِ مکہ کے خلاف اقدام کا مرحلہ شروع فرمایا جنہیں قرآن نے ''کفر کے امام'' قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے مکہ والوں کو چیلنج کرنے کے لئے متعدد مہمات بھیجیں۔ غزوہ بدر سے پہلے سیرت کی کتابوں میں آٹھ مہمات کا ذکر ملتا ہے جو رمضان 01 ہجری سے لے کر رجب 02ھ تک یعنی 10 مہینے کے دوران پیش آئیں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ان مہمات کا مقصد کیا تھا۔ دراصل مکہ کی پوری معاشی زندگی کا دارومدار تجارت پر تھا۔ شام کی طرف جانے والی تجارتی شاہراہ مدینہ کے قریب سے گزرتی تھی۔ ان مہمات کے نتیجہ میں وہ تجارتی راستہ مخدوش ہوگیا' حالانکہ اس سے قبل خانہ کعبہ کے متولی ہونے کے ناطے قریش کے قافلوں پر کوئی حملہ نہیں کرتا تھا۔ اسے آپ جدید اصطلاح میں مکہ کی معاشی ناکہ بندی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ سریہ سیف البحر رمضان 01 ہجری میں' سریہ رابغ شوال 01ھ میں' سریہ خرار ذی القعدہ کے مہینے

میں غزوہ ابواء 02ھ میں غزوہ بواط ربیع الاول 02ھ میں غزوہ سفوان ربیع الاول 02ھ میں غزوہ ذی العشیرہ جمادی الاول 02ھ میں پیش آیا۔ آخری اور آٹھواں سریہ "واقعہ نخلہ" کہلاتا ہے جو بہت مشہور اور اہم ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ساتھ 12 مہاجرین صحابہؓ کا دستہ روانہ کیا اور انہیں ایک سربمہر خط دیا۔ انہیں کچھ نہیں بتایا کہ تمہیں کہاں جانا ہے۔ بس حکم دیا کہ مکے کی طرف چلو اور دو دن سفر کرنے کے بعد میرا خط کھول کے دیکھنا کہ اس میں کیا لکھا ہے پھر اس کی تعمیل کرنا۔ دو دن کے سفر کے بعد خط کھولا گیا تو لکھا تھا نخلہ جا کر مقیم ہو جاؤ اور مکے والوں کے قافلوں کی نقل و حرکت کی ہمیں اطلاع دو۔ مدینے سے تقریباً 300 میل دور نخلہ کا مقام ہے۔ یمن کی طرف جانے والے قریش کے تجارتی قافلے نخلہ سے ہو کر گزرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو حکم ہے مجھے اس پر عمل تو کرنا ہی کرنا ہے آپ لوگ آزاد ہیں۔ جو میرے ساتھ چلنا چاہتے ہیں چلیں باقی واپس ہو جائیں۔ سب نے کہا ساتھ چلیں گے۔ یہ جا کر نخلہ میں مقیم ہو گئے۔ ایک چھوٹا سا قافلہ وہاں آ کر مقیم ہوا جس میں اگرچہ چار آدمی تھے لیکن اونٹ زیادہ تھے۔ کشمش وغیرہ لدی ہوئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ مشورے میں حضور ﷺ کی ہدایات سے آگے نکل گئے اور طے پایا کہ ہمیں حملہ کرنا چاہئے۔ کفر کو ضرب پہنچانی چاہئے۔ ان کا خیال تھا کہ رجب کا مہینہ ختم ہو چکا ہے حالانکہ وہ رجب کی آخری تاریخ تھی۔ یہ مہینہ اشہر حرم میں سے تھا۔ بہر حال ایک مسلمان نے تیر مارا تو کفار میں سے ایک شخص مارا گیا۔ دو کو انہوں نے قیدی بنایا جبکہ ایک دہائی دیتا ہوا بھاگ کر مکے جا پہنچا کہ محمد ﷺ کے لوگوں نے لوٹ لیا مار دیا۔ ہجرت کے بعد ٹکراؤ کا یہ پہلا واقعہ تھا جس میں مسلمانوں کے ہاتھوں ایک کافر کا پہلا قتل ہوا۔ جب یہ لوگ واپس حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو حضور ﷺ نے سرزنش کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تمہیں لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپؐ نے مال غنیمت بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن سزا بھی کوئی نہیں دی۔ اس لئے کہ ظاہر بات ہے انہوں نے جو بھی کیا نیک نیتی سے کیا تھا۔ بہر حال ان مہمات کا نتیجہ یہ نکلا کہ قریش نے جوابی کارروائی کی۔ ایک تو نخلہ سے روتے پیٹتے ہوئے لوگ آئے دوسرے ایک اور غیر معمولی واقعہ بھی اس دوران رونما ہوا۔ قریش مکہ کے سردار ابوسفیان نے جو انہی دنوں شام سے ایک تجارتی قافلہ لے کر واپس آ رہے تھے وہیں سے مکہ والوں کو یہ پیغام بھیجا کہ مجھے محمد (ﷺ) کے ساتھیوں سے خطرہ ہے تمہارا قافلہ لٹ جائے گا۔ لہٰذا فوراً میری مدد کے لئے فوج بھیجو۔ اس کے نتیجے میں ایک دم پورے مکے کے اندر جنگ کا نعرہ لگا اور کیل کانٹے سے لیس ایک ہزار افراد پورے دھوم دھڑ کے اور تمام ساز و سامان سفر کے ساتھ مکہ سے نکل کر آئے۔ یوں آپ کی جدوجہد کا چھٹا مرحلہ یعنی مسلح کشمکش یا قتال فی سبیل اللہ جنگ بدر سے شروع ہوا۔ غزوہ بدر 17 رمضان المبارک 02 ہجری کو پیش آیا یعنی حضور ﷺ کو مدینہ میں آئے ابھی ڈیڑھ سال بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ آپؐ کی جدوجہد آخری مرحلے میں داخل ہو گئی۔ یہاں ایک نکتہ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ تصادم کا آغاز انقلابیوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ یعنی مدینے میں تشریف لانے کے بعد حضور ﷺ نے قریش مکہ کے خلاف آٹھ مہمیں بھیج کر گویا خود تصادم کے مرحلے کا آغاز فرمایا تھا کیونکہ حضور ﷺ کو اللہ نے اپنا دین غالب کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ آپؐ مکے سے بھاگ کر مدینہ میں (معاذ اللہ) استراحت کے لئے تشریف نہیں لائے تھے بلکہ آپ کا مقصد بعثت اللہ کے دین کو غالب کرنا اور بیت اللہ کو مشرکین کے قبضے سے چھڑانا تھا۔ اس لئے آپؐ نے مدینہ پہنچ کر مکہ والوں کے خلاف اقدام اور چیلنج کا آغاز فرمایا تا کہ کفر سے پنجہ آزمائی کر کے اللہ کے دین کو غالب کیا جائے۔

حالات حاضرہ

تمام تر ناموافق حالات کے باوجود ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتوں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کا ثابت قدم رہنا قومی سیاست میں ایک اہم پیش رفت ہے جس سے یہ امید دکھائی دیتی ہے کہ آئندہ انتخابات کے بعد مشرف حکومت اور مخالف سیاسی جماعتوں کے درمیان جو دستوری و آئینی جنگ ہو گی اس میں بالآخر جمہوری سیاسی جماعتوں کو کامیابی ملے گی اور صدر جنرل مشرف کا ترکی کی طرز پر پاکستان میں دستوری مارشل لاء قائم کرنے کا منصوبہ کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکے گا جو پاکستان کے سیاسی مستقبل کے حوالہ سے ایک اچھی بات ہو گی۔ نیز اس کے باوجود کہ آئندہ انتخابات کے حوالے سے ملکی سیاسی صورت حال پوری طرح صدر مشرف کے کنٹرول میں نہیں ہے صدر مشرف کے لئے انتخابات کو ٹالنا آسان نہ ہو گا۔ دراصل فوج کی حیثیت ایک حکومتی ادارہ کی ہے اور جس طرح سول ملازمین کے لئے ملکی سیاست میں حصہ لینا غیر قانونی ہے اسی طرح فوج سے متعلق افراد کے لئے بھی ملکی سیاست میں مداخلت غیر قانونی فعل ہے۔

متحدہ مجلس عمل میں شامل 6 دینی و مذہبی جماعتوں کا اب تک یک جا رہنا بھی بہت خوش آئند ہے البتہ نفاذ اسلام کے حوالے سے صورت حال تاحال انتہائی مایوس کن ہے اس لئے کہ متحدہ مجلس عمل کی ساری تگ و دو جمہوریت کی بحالی اور دستور پاکستان کے تحفظ تک مرکوز دکھائی دیتی ہے۔ تاہم امید کی جا سکتی ہے کہ اس کے بعد حالات پلٹا کھائیں گے اور یہ دینی جماعتیں نفاذ شریعت کے لئے تحریک چلانے کے بارے میں بھی سوچنے پر مجبور ہوں گی۔

ترغیبات

مظفر وارثی

شکرِ معبود کرنا پڑے گا — دشت میں جب وہ جھرنا پڑے گا
ڈر بھی سکتا ہے ہم سے زمانہ — ہم کو اللہ سے ڈرنا پڑے گا
اپنا مشکیزہ خالی پڑا ہے — آبِ قرآں سے بھرنا پڑے گا
اپنی بنیاد مضبوط کر لو — چھت سے اس کو اترنا پڑے گا
کوئی تاویل رستہ نہ دے گی — سود کو ختم کرنا پڑے گا
خون کچھ اور کشمیر مانگے — تیغ پر ہاتھ دھرنا پڑے گا
راحتیں چاہتے ہو تو پہلے — مشکلوں سے گزرنا پڑے گا
رہ لیا وقت مغرب میں کافی — اپنے ہاں اب ٹھہرنا پڑے گا
کعبہ مسمار کرنے چلے ہیں — ابرہوں کو بکھرنا پڑے گا
جان امریکہ چھوڑے ہماری — دین مہنگا وگرنہ پڑے گا
جنگ وہ لڑ رہا ہے صلیبی — اب جہاد اس سے کرنا پڑے گا
شرط ہے سیرتِ مصطفیٰ ﷺ — ہم کو پورا اترنا پڑے گا

11/ستمبر اور ہم

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں

11/ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹا گون میں ہونے والا حادثہ یقیناً بہت بڑا سانحہ تھا ہزاروں بے قصور جانیں ضائع ہوئیں لیکن یہودی میڈیا نے اسے یوں پیش کیا جیسے انسانی تاریخ میں اس سے بڑا حادثہ آج تک نہیں ہوا اور اس سانحہ کو عذر بنا کر امریکہ نے اسلامی ریاست افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا۔ انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ چند روز تک اس سانحہ کو ایک سال مکمل ہو جائے گا۔ بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح راقم کو بھی یقین ہے کہ **11/ستمبر 2001**ء کا یہ سانحہ یہودیوں کے سازشی ذہن کی کارستانی ہے۔ انہوں نے اس تباہی و بربادی کو جس سے سارا امریکہ لرز اٹھا تھا مسلمانوں کے سر تھوپ کر دنیا کے سامنے انہیں دہشت گرد اور وحشی قوم کی حیثیت سے پیش کیا۔ عالمی میڈیا پر چونکہ انہیں کنٹرول حاصل ہے لہٰذا اپنا منصوبہ آگے بڑھانے میں انہیں کوئی دقت پیش نہ آئی لیکن راقم سال بھر اس کالم کے توسط سے یہ سوال اٹھاتا رہا ہے کہ اسرائیل کا اولین اور حقیقی مسئلہ اپنی سیکورٹی کو یقینی اور حتمی بنانا ہے۔ افغانستان کی اسلامی ریاست اسے نظریاتی سطح پر یقیناً کھٹکتی ہو گی لیکن ظاہر ہے افغانستان اسرائیل کی سیکورٹی کے لئے خطرہ نہیں تھا اگر بات افغانستان سے آگے نہیں بڑھتی تو کیا نائن الیون کو اسرائیل نے اتنا بڑا خطرہ مول لے کر جو کارنامہ سرانجام دیا اس کا مقصد صرف مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنا تھا یقیناً نہیں اگلا گیارہ ستمبر آنے سے دو ہفتے پہلے اصل بات زبان پر آ گئی ہے اور امریکی جرنیل ٹومی فرینکس نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ القاعدہ جس کی تلاش میں وہ افغانستان آئے تھے ان کے خلاف آپریشن ہمسایہ ممالک میں بھی کرنا پڑے گا۔ اس سے چند روز پہلے امریکہ کے ایک اعلیٰ عہدہ دار نے کہا تھا کہ القاعدہ والے افغانستان سے زیادہ پاکستان میں ہیں۔ افغانستان پر حملہ کے فوری بعد سے یہ کہا جا رہا ہے کہ ہمیں تشویش ہے کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیار دہشت گردوں اور انتہا پسندوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ اس پس منظر کو سامنے رکھئے تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اصل ہدف پاکستان ہے جس کے بارے میں **1970**ء میں اس وقت کے اسرائیلی وزیر اعظم نے کہا تھا کہ ہمیں عربوں سے کوئی خطرہ نہیں ہمارا اصل مقابلہ پاکستان سے ہے جو ایک نظریاتی ریاست ہونے کا دعوے دار ہے اور جس کی عسکری صلاحیت کسی وقت ہمارے لئے چیلنج بن سکتی ہے۔ اب اسرائیل کی سیکورٹی کو درپیش اس خطرے سے نمٹنے کے لئے عملی اقدام کا آغاز کر دیا گیا ہے پاکستان کی مشرقی سرحدوں پر اس کے ازلی دشمن بھارت کی فوجیں کیل کانٹے سے لیس کسی بھی کارروائی کے لئے تیار کھڑی ہیں انہیں امریکی شہ اور اسرائیل کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔ افغانستان میں خود امریکہ موجود ہے اور اس نے وہاں پاکستان دشمن حکومت قائم کر دی ہے جس سے مغربی سرحد بھی غیر محفوظ ہو گئی ہے۔ امریکہ پاکستان کو سینڈوچ بنا کر اس کا ایٹمی ڈنگ نکال دینا چاہتا ہے تاکہ اسرائیل کی سیکورٹی کو لاحق خطرہ ختم ہو جائے۔ غیر ایٹمی پاکستان کو امریکہ اور اسرائیل تو شاید قبول کر لیں گے لیکن بھارت کو

ابوالحسن

موقع مل جائے گا کہ وہ اس زخم کو مندمل کر سکے جو تقسیم ہند سے اسے لگا تھا اور بھارت کا معاملہ یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ اسے ایسا موقع میسر آیا تو وہ کبھی ضائع نہیں کرے گا اور امریکہ کی نصیحتوں پر کسی قیمت پر کان نہیں دھرے گا اور امریکہ وعظ و نصیحت سے زیادہ کچھ کرنا قطعی طور پر مناسب بھی نہیں سمجھے گا لہٰذا بات بالکل واضح ہے کہ ہمارے لئے خطرے کا الارم بج چکا ہے۔ اصل تشویش کی بات یہ ہے کہ عوام اور حکومت دونوں اس خطرے سے دانستہ یا نادانستہ طور پر آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ حکومت تمام اقدام مشرف کی ذات کو سامنے رکھ کر اٹھا رہی ہے۔ ایسی آئینی ترامیم کی جا رہی ہیں جس سے مشرف کے سیاسی دشمن اقتدار سے دور رہیں اور صدر کی ذات میں زیادہ سے زیادہ اختیارات مرتکز ہو جائیں تاکہ آنے والی حکومت میں وہ اپنے زور بازو سے اپنے سیاسی دشمنوں کو نمٹ سکیں۔ انتخابات کا اصل مقصد قومی اتفاق رائے پیدا کرنا ہوتا ہے لیکن اکتوبر کے انتخابات قوم کو مزید تقسیم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مسلم لیگ، پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم جو پاکستان کی بڑی جماعتیں ہیں اور وسیع ووٹ بینک رکھتی ہیں ان کے قائدین ملک بدر ہیں۔ حکومت ان سے رابطہ کرنے اور ان کا تعاون حاصل کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کر رہی جس سے ملک میں نفرت اور دشمنی کی فضا قائم ہو گئی ہے۔ یہ لیڈر بھی حکومت دشمنی میں بیرون ملک ایسے بیانات جاری کر رہے ہیں جو ملک کی سلامتی اور یکجہتی کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ ملک کو سب سے بڑا نقصان یہ پہنچ رہا ہے کہ عوام اور فوج کے درمیان خلیج وسیع ہو رہی ہے۔ اگرچہ پاکستانی عوام نے ہمیشہ اپنی فوج کو ٹوٹ کر چاہا ہے اور عوام اور فوج میں محبت کا رشتہ شروع سے قائم ہے لیکن چونکہ بدقسمتی سے اس وقت فوج کی حکومت ہے اور عوام ہمیشہ اپنی محرومیوں اور اپنے سے ہونے والی زیادتیوں کا ذمہ دار حکومت کو گردانتے ہیں لہٰذا عوام اور فوج میں دوری پیدا ہو رہی ہے جو بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ دوسری طرف ہمارے دشمن بھارت کا معاملہ یہ ہے کہ حکومت اور اپوزیشن اندرون ملک معاملات میں ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں لیکن جونہی بیرون ملک دشمن سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ مکمل حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سر جوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ہمارے دوسرے دشمن اسرائیل کا معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ کر ہے کیونکہ مغرب اور امریکہ کی سرپرستی کے باوجود اسرائیل کو اپنے قیام سے لے کر آج تک سیکورٹی کا مسئلہ درپیش رہا ہے۔ ایک ایسا چھوٹا سا ملک جس کی آبادی کبھی ایک کروڑ سے تجاوز نہ کر سکی ہو اور جغرافیائی لحاظ سے جس کا محل وقوع اپنے وجود کے بدترین دشمنوں کے عین وسط میں ہو اس کا نہ صرف زندہ اور قائم رہ جانا بلکہ تجارتی، صنعتی اور عسکری لحاظ سے ایک زبردست قوت بن کر ابھرنا ایک انتہائی غیر معمولی واقعہ ہے۔ اگرچہ عیسائی دنیا خصوصاً امریکہ اسرائیل کی سیکورٹی کو خود اپنی سیکورٹی جیسا عزیز رکھتے ہیں تب بھی بدترین دشمنوں میں گھرے ہوئے اس ملک کی سیکورٹی ممکن نہ تھی اگر وہ خود اپنی سیکورٹی کے لئے انتہائی حساس اور چوکنا نہ ہوتا۔ اسرائیل نے ثابت کیا ہے کہ کسی بڑے کا تحفظ اور اس کی مدد حاصل کرنے کے لئے خود اپنی مدد آپ کرنا از حد ضروری بلکہ لازم ہے۔ اسرائیل میں ہر مرد اور عورت پر فوجی تربیت حاصل کرنا قانوناً لازم ہے۔ ہر مرد اور عورت کو علم ہوتا ہے کہ اگر فوری اور غیر متوقع طور پر جنگ چھڑ جائے تو اسے کہاں پہنچنا ہے اور کیا کرنا ہے۔ یہودیوں کی تجارتی اور کاروباری صلاحیتوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ دولت انتہائی عزیز ہے اور بڑی جانفشانی سے کمائی جاتی ہے لیکن قوم اور ملک کے لئے بے دریغ خرچ کرنے کا جذبہ موجود ہے۔ میڈیا کے ذریعے دنیا بھر میں

پروپیگنڈا کا جال بچھایا ہوا ہے جس سے وہ ظالم ہونے کے باوجود مظلوم نظر آتا ہے۔

یہ ساری کتھا کہانی بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں کب عقل آئے گی۔ عوام اور حکمرانوں کی خدمت میں چند سوال عرض ہیں کیا ایسا گھرانہ کبھی پھلتا پھولتا دیکھا گیا ہے جس کے افراد باہم دست و گریبان رہے کیا ایسے گروہ کو کبھی کامیاب ہوتے دیکھا ہے جسے یہ پہچان نہ ہو کہ اس کا دوست کون ہے اور دشمن کون۔ کیا کسی ایسے فرد' خاندان یا ملک کو استحکام نصیب ہوا ہے جو ہر وقت قرض مانگنے اور خیرات وصول کرنے پر کمر باندھے ہوئے ہو کیا پٹڑی سے اتر جانے والی ٹرین کبھی منزل پر پہنچی ہے۔ کیا ذات کے گنبد میں بند ہو جانے والوں سے ملک و قوم کی بھلائی کی توقع کی جاسکتی ہے۔

دشمن ہمارے گھیراؤ کو آخری شکل دے رہا ہے وہ ہم پر فیصلہ کن ضرب لگانا چاہتا ہے ہم اگرچہ عسکری لحاظ سے بہت کمزور نہیں ہیں لیکن اخلاقی لحاظ سے اور نظریہ پاکستان سے وابستگی کے لحاظ سے بہت کمزور ہیں' بہت کمزور ہیں اگر ہم نے اپنی یہ کمزوری دور نہ کی تو دشمن اس سے بھرپور فائدہ اٹھائے گا۔ یاد رکھئے اپنی ان کمزوریوں کو دور کر کے پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں ہی ہماری دنیوی اور اخروی کامیابی ہے۔

11 ستمبر بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا یوم وفات بھی ہے۔ آزاد پاکستان کا قیام اگرچہ مسلمانان برصغیر کی اجتماعی جدوجہد کا نتیجہ ہے لیکن محمد علی جناح کی قائدانہ صلاحیتوں نے حصول آزادی میں مرکزی اور فیصلہ کن رول ادا کیا ہے جس پر انہیں اپنوں نے نہیں دشمنوں نے بھی خراج تحسین پیش کیا ہے۔ پنڈت نہرو کی بہن وجے لکشمی نے کہا تھا ''اگر مسلم لیگ میں سو گاندھی ہوتے اور کانگریس میں ایک قائداعظم ہوتا تو پاکستان قائم نہ ہو سکتا۔'' کیا قائد کے پیروکاروں میں کوئی ایسا لیڈر بھی پیدا نہ ہوسکا جو قائم شدہ پاکستان کو بھی سنبھالا دے سکتا اور کیا عوامی سطح پر تحریک پاکستان کا سا جذبہ پیدا نہیں ہوسکتا جو دفاع پاکستان کے لئے رول ادا کر سکے۔ کبوتر آنکھیں بند کر کے بلی کے خطرے سے خود کو محفوظ نہیں کرسکتا۔ ابھی وقت ہے ہم تحریک پاکستان کے اصل محرک اسلام سے عملی وابستگی اختیار کر کے دشمنوں کے عزائم خاک میں ملا دیں۔

ضرورت رشتہ

بیوہ' عمر **22** سال' ایک بچی' تعلیم ایف اے' صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لئے دینی گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔

رابطہ فون دفتر: **6305393**' رہائش: **5802744**

لمحۂ فکریہ

نقیب ختم نبوت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی فریاد!

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے **1945**ء میں اپنے خطاب میں فرمایا:

''میں نے چوالیس برس لوگوں کو قرآن سنایا۔ اگر پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہ تھا کہ ان کی سنگینی کے دل چھوٹ جاتے' غاروں سے ہم کلام ہوتا تو جھوم اٹھتے' چٹانوں کو جھنجھوڑتا تو چلنے لگتیں' سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان بلند ہو جاتے' درختوں کو پکارتا تو دوڑنے لگتے' کنکریوں سے کہتا تو وہ لبیک کہہ اٹھتیں' صرصر سے گویا ہوتا تو وہ صبا ہو جاتی' دھرتی کو سناتا تو اس کے سینے میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے' جنگل لہرانے لگتے' صحرا سرسبز ہو جاتے___ مگر میں نے ان لوگوں کو قرآن سنایا جن کی زمینیں بنجر ہو چکی ہیں' جن کے ہاں دل و دماغ کا قحط ہے' جن کے ضمیر عاجز آچکے ہیں' جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں' جن کی پستیاں انتہائی خطرناک ہیں' جن کا ٹھہرنا المناک اور جن سے گزر جانا طربناک ہے' جن کے سب سے بڑے معبود کا نام طاقت ہے۔''

(روزنامہ آزاد''احرار نمبر'' **27** ستمبر **1956**)

احوالِ خراسان

مولانا غلام اللہ حقانی

ایک خوش کن منظرنامہ

مالاکنڈ ڈویژن اس اعتبار سے انتہائی اہم حیثیت کا حامل ہے کہ دینی تحاریک کو زیادہ تر افرادی قوت اسی خطہ سے ملتی ہے۔ چنانچہ جماعت اسلامی ہو یا تنظیم اسلامی' جمعیت علماء اسلام ہو یا اہل حدیث حضرات' ان سب کی افرادی قوت کا انحصار اسی خطہ پر ہے۔ جہاں تک تحریک نفاذ شریعت کا تعلق ہے' اس کا تو ہیڈکوارٹر بھی یہی خطہ ہے اور اس کی افرادی قوت بھی کل کی کل اسی علاقہ میں ہے۔ اس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو دینی نقطۂ نظر سے یہاں کافی ٹیلنٹ موجود ہے۔ یہی وہ خطہ ہے جس کے متعلق محمد رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی دی ہے کہ یہاں سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے جو بالآخر یروشلم پر نصب ہو جائیں گے۔ آج کل اسلام کی احیاء اور غلبے کا جو واویلا مشرق و مغرب سے اٹھ رہا ہے' اس میں بھی مالاکنڈ ڈویژن کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ دینی جماعتوں نے اپنی سرگرمیوں کو کافی تیز کر دیا ہے۔ خاص طور پر این جی اوز کے خلاف دینی جماعتوں کی جو دھمکی آمیز پالیسی یہاں نظر آ رہی ہے' وہ شاید ہی کسی اور خطے سے سننے میں آئی ہو۔ علماء کرام نے یہاں جو جلسے سٹیج کئے ہیں ان میں اکثر نے حکومت کو سختی کے ساتھ متنبہ کیا ہے کہ اگر این جی اوز کی سرگرمیوں کو بند نہ کیا گیا تو ہم ان کو سرعام گولی مار دیں گے۔ اس مقصد کے لئے مدارس کے طلباء کو چوکنا رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ تیمرگرہ جو کہ ضلع دیر کا ہیڈکوارٹر ہے' کے علماء نے مساجد میں اعلانات کئے کہ این جی اوز کا کوئی کارکن اگر کسی محلّہ میں دیکھا گیا تو اسے گرفتار کر لیا جائے گا۔

اوچ میں علماء کرام بالخصوص تنظیم اسلامی کی کاوش سے دو وی سی آر سنٹروں اور ایک این جی او دفتر کو بند کر دیا گیا۔ ضلع دیر ہی کے علاقہ جندول میں علماء کی سرپرستی میں عوام نے مین روڈ کو تین گھنٹے بلاک کر کے حکومت کو الٹی میٹم دیا کہ اگر آئندہ علاقہ جندول میں این جی اوز کی کوئی گاڑی یا ورکر نظر آیا تو اسے اغوا کیا جائے گا۔ ڈوگ درہ میں عوام نے عدالتی نظام کا بائیکاٹ کر کے مساجد میں عدالتیں نظام قائم کیں' جو اب تک عوام کے بہت سارے دیوانی اور فوجداری مقدمات نمٹا چکی ہیں۔

علماء کرام نے کھل کر حکومت کی این جی اوز کی سرپرستی کرنے کی پالیسی پر نکتہ چینی کی ہے۔ انہوں نے جلسے جلوس منعقد کر کے ان لوگوں سے سوشل بائیکاٹ کا اعلان کیا ہے جو کسی اسلام مخالف سرگرمیوں میں شریک ہوں گے۔

اوچ کے علماء کرام نے ایک بہت بڑے جلسہ میں یہ قرارداد پاس کی کہ جو شخص این جی اوز کا کسی نہ کسی درجہ میں معاون یا حمایتی ہوگا' آئندہ علاقہ کے علماء نہ اس کے خاندان کے افراد کے نکاح پڑھائیں گے اور نہ نماز جنازہ بلکہ اس سے بڑھ کر لوگوں سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ ایسے افراد کا معاشی بائیکاٹ کریں گے۔

ان سرگرمیوں کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ علماء اور عوام مسلکی اور سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ان میں شریک ہو رہے ہیں۔ یہاں کے ماحول کو دیکھ کر ایسا نظر آ رہا ہے کہ ایک حدیث کے مطابق اس علاقے یعنی ''خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے' اسے کوئی قوت نہیں روک سکے گی حتیٰ کہ وہ ایلیاء (یروشلم) پر نصب ہو جائیں گے'' کی اس نبوی ﷺ پیشین گوئی کے پورے ہونے کا وقت اب بہت قریب ہے۔

کیا پاکستان سیکولر نظام قائم کرنے کے لئے بنا تھا؟

جسٹس (ر) ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ موجودہ حکومت نے نہ صرف یہ کہ اسلام کے نظامِ اسلام کے نفاذ سے عملاً سبکدوشی اختیار کر رکھی ہے بلکہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے بعض ارکان حکومت ایسے بیانات دیتے رہتے ہیں جن سے ان کی اسلام سے (کم سے کم لفظوں میں) لاتعلقی ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ حال ہی میں پاکستان کے وزیر داخلہ محترم لیفٹیننٹ جنرل معین الدین حیدر کا بیان کہ وہ پاکستان کو ایک سیکولر سٹیٹ دیکھنا چاہتے ہیں' نظر سے گزرا۔ مبینہ طور پر یہ بات موصوف نے نیویارک ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے کہی۔ جب ملک میں ان کے اس بیان پر شور اٹھا تو وزارتِ داخلہ کے کسی نامعلوم ترجمان کے بیان کے ذریعے اس کی تردید شائع ہوئی۔ اس تردید سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ حقیقت میں وزیر موصوف نے نیویارک ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا فرمایا تھا؟

پاکستان غالباً دنیا کا واحد ملک ہے کہ **55** سال گزر جانے کے بعد بھی وقفہ وقفہ سے یہ مسئلہ اخبارات کی زینت بنا رہتا ہے کہ پاکستان کے قیام کا مقصد اسلامی مملکت کا قیام تھا یا یہ کہ یہاں سیکولر نظام رائج ہونا تھا؟ میں اس سلسلے میں قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ اور ان کے دست راست' پاکستان کے پہلے وزیراعظم شہید ملت لیاقت علی خاں کے بعض ان ارشادات کا حوالہ دینا چاہوں گا جن کے مطالعہ سے پاکستان کے اساسی نظریے کی وضاحت ہوتی ہے۔

26 دسمبر **1946**ء کو قائداعظمؒ نے قاہرہ میں اہل مصر کو تحریک پاکستان کے مقاصد سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

''ہم نے ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال مشرقی حصوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے دو مسلم ریاستوں کا مطالبہ کیا ہے۔ اسی مطالبہ کو ہم نے پاکستان کا نام دیا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارا عزم یہ ہے کہ ہندوستان کے ان دو خطوں میں مسلمانوں کی آزاد ریاستیں قائم کریں۔ ان پاکستانی ریاستوں میں ہم کسی دوسرے کی مداخلت سے آزاد اپنے اسلامی ورثہ کی حفاظت اور اپنی شاندار تہذیب و ثقافت کی شان و شوکت کو بحال کر سکیں گے۔ مسلمان اپنا ضابطہ حیات' اپنی تہذیب و ثقافت اور اپنا معاشرتی نظام اور اپنا قانونی نظام اور دین رکھتے ہیں۔ اگر ہندوستان ایک ہی رہے تو وہاں مسلمانوں اور ہندوؤں کا تناسب ایک اور تین کا ہوگا اور ہندو اکثریت کسی وقت بھی اسلامی تہذیب و ثقافت کو فنا کر دے گی۔ اس لئے پاکستان کا قیام مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے''۔

(ڈان مورخہ **26** دسمبر **1946**ء)

30 جون **1947**ء کو پشاور میں اہلِ سرحد کو مخاطب کرتے ہوئے قائداعظم نے بحیثیت صدر مسلم لیگ فرمایا:

''خان برادران (خان عبدالغفار خان اور ڈاکٹر خان صاحب) نے اپنے انٹرویوز اور بیانات میں ایک اور زہر آلود شوشہ چھوڑا ہے کہ مجلس دستور ساز پاکستان شریعت اور قرآن مجید کو نظر انداز کر دے گی۔ ان حضرات کی یہ بات سراسر جھوٹ ہے۔ تیرہ صدیوں کے ہر طرح کے ناموافق حالات سے دوچار ہونے اور مخالفتوں کے باوجود مسلمان اپنی کتاب مقدس قرآن مجید پر فخر اور اس کا احترام کرتے رہے اور اب ان کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ مجلس دستور ساز جس کی عظیم اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے اس پر اس بارے میں اعتماد کیا جائے۔ خان برادران کو اب جو قرآنی قوانین اور اسلام کا اتنا درد اٹھا ہے وہ بتائیں کہ ہندوؤں سے متحدہ قومیت کے ساتھ اسلام دشمن عظیم ہندو اکثریت پر مشتمل جو اسمبلی وہ بنا رہے تھے وہ ان کو قرآنی قوانین اور اسلام دے رہی تھی''۔ (ڈان مورخہ **30** جون **1997**ء)

21 جنوری **1948**ء کو کراچی میں کراچی بار ایسوسی ایشن کے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے بحیثیت گورنر جنرل پاکستان فرمایا:

''میں ملک کے اندر ایک گروہ کی اس حرکت کو سمجھنے سے قاصر ہوں جو وہ دیدہ دانستہ یہ شر انگیزی اور پراپیگنڈہ کر رہا ہے کہ پاکستان کا دستور شریعت کے مطابق نہیں بنایا جائے گا۔'' انہوں نے فرمایا کہ ''اسلام کے اصول تو بے مثال ہیں۔ وہ اس وقت بھی عملی زندگی پر اسی طرح منطبق ہوتے ہیں جیسے آج سے تیرہ سو سال قبل منطبق ہوتے تھے۔ جو لوگ اس طرح کا پراپیگنڈے سے کسی غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے پراپیگنڈے سے مزید غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں' کسی مسلم یا غیر مسلم کو ایسے پراپیگنڈے سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام تو اعلیٰ ترین جمہوریت' مساوات اور اپنے پرائے سب سے یکساں عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ تو آیئے ہم اسلام کو ملک کا آئندہ دستور بنائیں۔ ہم ایسا ہی کریں گے اور دنیا کو دکھائیں گے کہ اسلام کیا ہے۔ ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ ایک معلم تھے۔ وہ ایک عظیم قانون ساز' عظیم مدبر اور عظیم حکمران تھے۔ انہوں نے عملاً اسلام کے مطابق حکومت چلا کر دکھائی۔ لیکن بہت سے لوگ ہیں جو ہماری ان باتوں کو نہ تو سمجھ پاتے ہیں اور نہ تسلیم کرتے ہیں''۔

قائداعظمؒ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

'' اسلام چند مذہبی عبادات اور رسوم و روایات یا روحانی امور کا مجموعہ نہیں ہے۔ اسلام مسلمانوں کی پوری زندگی' سیاست اور اقتصادیات وغیرہ سب کو منضبط کرتا اور ان کے لئے ایک ضابطہ حیات ہے۔ یہ سب کے لئے یکساں آزادی' عزت و احترام' دیانت اور عدل و انصاف اور بھائی چارے کا علمبردار ہے جو اسلام کی سب سے بڑی خوبی ہے''۔

(پاکستان ٹائمز **26** جنوری **1948**ء)

20 نومبر **1947**ء کو لندن میں ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے برطانیہ میں حکومت پاکستان کی طرف سے بحیثیت گورنر جنرل پاکستان قائداعظمؒ کے مقرر کردہ ہائی کمشنر نے فرمایا:

''قائداعظم کے ارشادات کے مطابق پاکستان جس کے قیام کے لئے ہم گزشتہ دس برس سے جدوجہد کر رہے تھے خود مقصد نہیں تھا' یہ ایک مقصد کے حصول کا ذریعہ تھا۔ مقصد یہ تھا کہ ہماری ایک ایسی ریاست ہو جہاں ہم آزاد و خودمختار انسانوں کی طرح رہ سکیں اور جہاں ہم اپنے تصورِ حیات اور اپنی تہذیب و ثقافت اور اسلامی تصور عدل و انصاف کے مطابق تعمیر کر سکیں''۔

(پاکستان ٹائمز مورخہ **20** نومبر **1947**ء)

پاکستان کے پہلے وزیراعظم قائد ملت لیاقت علی خان نے **14** جنوری **1948**ء کو پشاور میں اہالیان صوبہ سرحد کو اتحاد و اتفاق کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''پاکستان ایک مکمل اسلامی ریاست ہوگا۔ اس میں اسلامی عدل و انصاف اور مساوات کے اصول رائج کئے جائیں گے۔ لوگوں کے درمیان اونچ نیچ کا بالکل خاتمہ کر دیا جائے گا۔ پاکستان وہ لیبارٹری ہوگا جہاں ہم دنیا کو دکھا دیں گے کہ اسلام کے تیرہ سو سال پرانے اصول آج بھی اتنے ہی توانا اور صحت مند ہیں جتنے وہ تیرہ سو سال قبل تھے''۔

(پاکستان ٹائمز **17** اپریل **1948**ء)

اگست **1947**ء میں قیام پاکستان کے بعد اس آزاد و خودمختار مملکت خداداد پاکستان کے شایان شان ایک مستقل

دستور و نظامِ حیات مرتب کرنے کے لئے جو دستور ساز اسمبلی منتخب کی گئی تھی وہ ان لوگوں پر مشتمل تھی جو تحریک پاکستان کے رہنما اور بانیان پاکستان اور ان مسلمانان برصغیر کے منتخب نمائندے تھے جنہوں نے پاکستان کو وجود میں لانے کے لئے جان و مال اور عزت و آبرو کی عدیم المثال قربانیاں دی تھیں۔ اس دستور ساز اسمبلی نے برصغیر کے مسلمانوں کے پیش نظر قیام پاکستان کے جو مقاصد تھے انہیں اپنی ''قراردادِ مقاصد'' منظور کردہ 12 مارچ 1949ء میں ثبت کر دیا ہے یعنی ایک ایسی مملکت کا قیام:

جس کا مقتدرِ اعلیٰ (ساورن) اللہ تبارک وتعالیٰ ہے جو کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔ اسی حاکم مطلق نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کا اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے اسے نیابتاً عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے۔

لہٰذا جمہوریہ پاکستان کی نمائندہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ مملکت پاکستان کے لئے دستور مرتب کیا جائے جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق واختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت وحریت ومساوات ورواداری اور عدلِ عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر محفوظ رکھا جائے۔

جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات اور مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ میں متعین ہیں ترتیب دے سکیں۔

جس کی رو سے اس امر کا قرار واقعی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہب وعقیدہ کے مطابق عمل کر سکیں۔

جس کے تحت بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے اور ان حقوق میں قانون واخلاق کے ماتحت مساوات' حیثیت ومواقع' قانون کی نظر میں برابری' عمرانی' اقتصادی اور سیاسی عدل' اظہارِ خیال' دینی عقیدہ اور عبادت کی آزادی شامل ہوں۔

جس کی رو سے اقلیتوں' پسماندہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا قرار واقعی انتظام کیا جائے۔

جس کی رو سے نظام عدل کی آزادی مکمل طور پر محفوظ ہو۔

بدقسمتی سے اس قراردادِ مقاصد کی حیثیت دستور کے دیباچہ کی رہی۔ البتہ 2 مارچ 1985ء کے دستوری ترمیمی آرڈیننس کے ذریعے جنرل محمد ضیاء الحق نے بحیثیت صدر پاکستان اس قرارداد کو دستور کا اصل جزو بنا دیا۔ سپریم کورٹ نے بہ مقدمہ محمود خاں اچکزئی چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی سربراہی میں یہ طے کر دیا ہے کہ قراردادِ مقاصد ناقابل تغیر و تبدل ہے اور اس کے مندرجات سے انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ موجودہ یا آئندہ آنے والی حکومتیں یا اسمبلیاں قراردادِ مقاصد کی روح کے مطابق عمل کرنے کی پابند ہیں۔

اکتوبر 2002ء میں عام انتخابات میں منتخب ہو کر آنے والوں کی ذمہ داریاں پہلے سے زیادہ ہیں۔ کیونکہ 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ میں ہونے والے واقعے پر موجودہ حکومت نے ملک میں جو فضا پیدا کر رکھی ہے' اس میں دین اسلام کے علم برداروں کے لئے ''جینا'' دوبھر کر دیا ہے حتیٰ کہ سنت رسول ﷺ اور سلف صالحین کے اتباع میں شکل وصورت اور داڑھی رکھنے والوں پر خاص نظر رکھی جا رہی ہے۔ ان کی گاڑیوں کو شہر کے خاص خاص ناکوں / پولیس چوکیوں اور خاص کر ایئرپورٹ پر روک لیا جاتا ہے (شاید خفیہ نصب شدہ کیمروں کے ذریعے ان کے فوٹو لینا مقصود ہو) جبکہ بے داڑھی والوں کی گاڑیوں کو بلا روک گزرنے دیا جاتا ہے۔ آج کل کے حالات پر ایک پرانی مثل یاد آتی ہے ''کرے بے داڑھی والا اور پکڑا جائے داڑھی والا''۔ یہ سب کچھ مغربی استعمار کے پروپیگنڈے اور ہماری حکومت کی امریکہ کفش برداری (امریکہ کے جوتے اٹھا کر چلنے والی) پالیسی کا نتیجہ ہے۔

انتخابات میں کس کو ووٹ دیں؟

محترم پاکستانی بھائیو اور بہنو! اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور دین ودنیا کی برکات سے مالا مال کرے۔ آمین' ثم آمین!

اس وقت جو انتخابات ہمارے ملک میں آ رہے ہیں یہ ہماری سمجھداری' خدا پرستی' انسانی بھائی چارے اور اپنے وطن سے ہماری محبت کا امتحان ہیں۔ ہماری گزشتہ پچپن سال کی قومی اور ملکی کارکردگی ہرگز ایک آزاد اور اسلامی ملک کے شایانِ شان نہیں ہے۔ ہمارا حق تو نہیں تھا لیکن ذاتِ کریم ہمیں ایک اور موقع دے رہی ہے۔ ہم سب کو اِس مرتبہ اپنے میں سے بہترین انسانوں کو کامیاب کرانا چاہئے۔

ہر بہن اور بھائی کو اپنا قیمتی ووٹ صرف اسے دینا چاہئے جو اس کی سمجھ اور معلومات کے مطابق سب سے زیادہ بھروسہ کے قابل ہو۔ کیونکہ

☆ بھروسہ کے قابل انسان کے ساتھ آپ کاروبار میں اشتراک کو ایک محفوظ کام سمجھیں گے ورنہ آپ اس سے بچ کر ہی رہنا پسند کریں گے۔

☆ ہر ووٹر کے سامنے دو' تین' چار یا اس سے بھی زیادہ تعداد میں ووٹ کے لئے درخواستیں آئیں گی۔ ان کو ویسی ہی اہمیت دیں جیسے آپ کی اکلوتی بیٹی کے لئے اتنے رشتوں کی درخواستیں آئی ہیں اور اتنا ہی غور وخوض اور مشورے کریں جتنے آپ اپنی بیٹی کے رشتہ کے فیصلے کے لئے کریں گے۔ آپ جس کی درخواست منظور کریں گے وہ بھروسہ کے قابل شخص ہوگا۔ اگر کوئی ایک شخص بھی آپ کے معیار پر پورا نہ اترے تو اپنا ووٹ ضائع نہ کریں۔

بچ کر رہئے

☆ سیاسی جماعتیں جو تقریباً سب کی سب آزمائش میں ناکام ہو چکی ہیں' ان کو مزید موقع نہ دیں۔ اس سے زیادہ بدنامی کیا ہوگی کہ ہمارے دو سابق سیاسی اور جمہوری وزرائے اعظم جو دونوں دو دو مرتبہ وزیراعظم رہ چکے ہیں' بھاری چوریاں کرنے کے بعد ملک سے باہر بیٹھے ہیں۔ یہ دونوں ابھی تک اپنی بڑی جماعتوں کے سربراہ ہیں۔ اب ہمیں یعنی عوام کو معاملات اپنے ہاتھ میں لے لینے چاہئیں۔

☆ برادری' پیسہ' قبیلہ یا علاقہ وغیرہ کو ہرگز کوئی اہمیت نہ دیں بلکہ اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق اپنے بھروسہ کے قابل انسان کو ووٹ دیں۔

☆ ہمارا کسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ صرف پاکستان کی محبت میں یہ کام کر رہے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ پاکستان کے بہترین مفاد کے اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں۔

از طرف: اظہار احمد قریشی' 35۔ نیو بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
فون: 111-323-111' فیکس: 5888111

کروسیڈ کا نیا مرحلہ

کہنے والے کہہ رہے تھے کہ کوہ ہندوکش کے دامن میں بھڑکنے والی آگ ہمالیہ کی ڈھلوانوں میں اترا چاہتی ہے لیکن صحرا کی گونج پر نہ کل کسی نے کان دھرا نہ آج کوئی ایسی خوش گمانی ہے۔

امریکی سنٹرل کمانڈ کے سربراہ اور افغانستان میں اتحادی فوجوں کے سپریم کمانڈر جنرل ٹومی فرینکس نے کہا ہے کہ ”طالبان اور القاعدہ کے مکمل خاتمے کے لئے افغانستان کے ہمسایہ ممالک میں“ ”امریکہ قیادت تلے“ آپریشن ضروری ہے۔ بگرام ایئربیس پر اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے امریکی جرنیل نے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ صرف افغانستان تک محدود نہیں رکھی جا سکتی۔ افغانستان کے ہمسایہ ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات اس نوعیت کے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی مہم کو منطقی انجام تک پہنچانے کی اجازت دے دیں گے“۔ ٹومی فرینکس کے ان ارشادات عالیہ سے چند دن قبل افغانستان میں امریکی افواج کے کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل ڈین میک نیل نے زیادہ کھلے الفاظ میں کہا تھا کہ ”پاکستان میں القاعدہ اور طالبان جنگجوؤں کی تعداد افغانستان سے بھی زیادہ ہے۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ دہشت گردوں کی پناہ گاہیں ختم کی جائیں لیکن اب پاکستان ان کی پناہ گاہ بن چکا ہے اور ہمارے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں۔ جب تک ہمیں پاکستان میں کارروائی کی اجازت نہیں ملتی اس وقت تک دہشت گردی کا خاتمہ نہیں ہوسکتا۔“

امریکی عزائم کی ان گلکاریوں میں شمالی اتحاد کی حکومت مسلسل رنگ بھر رہی ہے۔ حامد کرزئی تو چابی والی گڑیا ہے اور اس کی انتہائے آرزو محض اپنی صدارت اور زندگی کا تحفظ ہے۔ وہ امریکی ارادوں کو جواز فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں کرسکتا۔ شمالی اتحاد کا بازوئے شمشیر زن اور موجودہ سیٹ اپ کا سب سے قوی پرزہ جنرل قاسم فہیم بار بار کہہ رہا ہے کہ القاعدہ اور طالبان جنگجو پاکستان میں جتھہ بندی کر رہے ہیں اور وہیں افغانستان کے اندر گوریلا کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ عبداللہ عبداللہ کا بیان آچکا ہے کہ اسامہ بن لادن پاکستان میں ہے۔ سعودی عرب میں متعین کئے گئے نئے افغان سفیر محمد انور نے معروف سعودی اخبار عکاظ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ ”اسامہ بن لادن زندہ ہے اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسی اس کی دیکھ بھال کر رہی ہے“۔

امریکی خنجر پر چڑھے مخملی غلاف کی پرتیں ہولے ہولے کھل رہی ہیں اور کولیشن کی بدمست ٹرین کابل کے سٹیشن سے روانہ ہونے کے لئے سیٹیاں بجا رہی ہے۔ یہ سب کچھ روز اول ہی سے نظر آ رہا تھا۔ جاننے والوں کو خبر تھی کہ امریکہ افغانستان کی سنگلاخ چٹانوں سے شہد کشید کرنے نہیں آ رہا۔ وہ جانتا ہے کہ بھوک' افلاس اور جنگ کی ڈسی ہوئی سرزمین کی گود بانجھ ہو چکی ہے اور اس میں اب گھاس کی پتی بھی نہیں اگتی۔ یہ ایک منہ زور فرعونی تہذیب کی یلغار تھی۔ جس کا مقصد اسلامی غیرت وحمیت کی آگ کو ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کرنا' جہاد کے بانکپن کو مصلحتوں کی نکیل ڈالنا' اسلام کے حرکی اور فعال تصور کو بے روح سجدوں تک محدود کرنا' عالم اسلام کو یہود ونصاریٰ کے وسیع تر عزائم کا آلہ کار بنانا اور پاکستان کو جواب تک اپنے

عرفان صدیقی

آپ کو اسلام کا قلعہ اور امت کا ترجمان سمجھتا رہا ہے' اس طرح بے دست و پا کرنا ہے کہ وہ جنوبی ایشیا میں امریکی عزائم کی پشتیبانی' نیو ورلڈ آرڈر کی پاسبانی اور امریکہ کی ترجمانی کے سوا کسی اور کردار کا تصور بھی نہ کر سکے۔

11 ستمبر کی شب' پتھر کے زمانے میں دھکیل دینے کی دھمکی دے کر ہمارے ایمان' ہمارے ضمیر اور ہماری روح کو بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ ہم نے حکمت و دانائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو پتھر کے زمانے کے آشوب سے تو بچا لیا لیکن ایسی بے اماں کھائی میں گر گئے جہاں سے نکلنے کا نہ کوئی راستہ سجھائی دیتا ہے اور نہ ہماری ناتواں آواز کسی تک پہنچ پا رہی ہے۔ امریکہ کو ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ اس کی چند کرخت دھمکیاں ”کھل جا سم سم“ کا کام کریں گی اور دیکھتے دیکھتے پاکستان کے ہوائی اڈے' پاکستان کی فضائیں' پاکستان کی انٹیلی جنس' پاکستان کی لاجسٹک سپورٹ اور پاکستان کے دیدہ نادیدہ سارے وسائل کے طلسمی دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ اس نے کہاں سوچا تھا کہ ایف بی آئی کو ایسی بے مہار آزادی کا اذن مل جائے گا اور یہ کس امریکی تھنک ٹینک کے وہم و گمان میں بھی ہوگا کہ پاکستان کے دینی مدارس اور اسلامی تشخص کے حامل ادارے ریاستی قہر کی زد میں ہوں گے۔ اس سے امریکہ کو حوصلہ ملا اور اس کی بھوک بڑھتی گئی۔

پاکستان کے اہل درد دہائی دے رہے تھے کہ ہم نے جس لشکر کی پرچم برداری کا اعزاز حاصل کیا ہے اور جس کے توپ و تفنگ کو اپنے کندھوں پر لاد کر جنوبی ایشیا تک لائے ہیں۔ اس لشکر کو افغانستان کی بے آب و گیاہ ویرانیوں سے کچھ نہیں لینا' اس کا اصل ہدف دنیا کی ساتویں اور عالم اسلام کی واحد ایٹمی قوت' پاکستان ہے۔ صدر کلنٹن کے پانچ آتش بجان ٹیلی فونوں کے باوجود ایٹمی دھماکے کرنے والا نواز شریف ہائی جیکر بنا کر بے نام موسموں کے حوالے کر دیا گیا۔ ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھنے والا برسوں قبل نمونہ عبرت بنا دیا گیا تھا۔ زہرناک سوچ کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا۔

ہمسایہ ممالک کون سے ہیں؟ ازبکستان امریکی اڈہ بن چکا ہے۔ تاجکستان شمالی اتحاد کو سامانِ حرب کی ترسیل کا ذریعہ ہے۔ ترکمانستان نے کوئی مسئلہ کھڑا نہیں کیا۔ امریکہ کے تمام تر اشارے ایران اور پاکستان کی طرف ہیں۔ ایران کو وہ باضابطہ' برائی کی تکون کا ایک زاویہ قرار دے چکا ہے۔ پاکستان کے لئے بہانے تراشے جا رہے ہیں اور جواز تخلیق ہو رہے ہیں۔ امریکی قیادت کا یہ پُراسرار رویہ مدنظر رہنا چاہئے کہ وہ کولیشن سے تعاون کا سہرا صرف اور صرف صدر مشرف کے سر باندھتا ہے۔ امریکی رہنما کبھی پاکستان یا اہلِ پاکستان کے شکر گزار نہیں ہوئے۔ وہ اپنے آپ کو صرف صدر مشرف کا مرہونِ احسان سمجھتے ہیں۔ یہ اندازِ فکر اپنے اندر جانے کیا کیا فتنہ و فتور رکھتا ہے۔

ڈین میک نیل اور ٹومی فرینکس کے لہجے میں بھارت' اسرائیل' روس اور شمالی اتحاد بول رہے ہیں۔ کروسیڈ کے تازہ مرحلے میں بھارت ہمارے خلاف وہی کردار ادا کرنے کو بے تاب ہے جو ہم نے طالبان کے خلاف ادا کیا تھا۔ یوں لگتا ہے جیسے پھر کوئی دھمکی آنے والی ہے اور جس طرح ہم نے پاکستانی سیاست میں فوج کا داخلہ روکنے کے لئے فوج کے مستقل کردار کا اچھوتا تصور پیش کیا ہے۔ اسی طرح امریکی دخل اندازی کے خاتمے کے لئے اپنے داخلی معاملات میں امریکہ کے مستقل کردار کا حکیمانہ نکتہ پیش کر کے قائداعظم کے پاکستان کو نئی رفعتوں سے ہمکنار کردیں گے۔

(بشکریہ: نوائے وقت 27 اگست 2002ء)

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی حلقہ شمالی پنجاب کے رفیق اور رکن شوریٰ ڈاکٹر عمر علی خان کی والدہ کا گزشتہ روز ملتان میں انتقال ہو گیا۔ رفقاء و احباب سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔ اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا فی رحمتک وحاسبھا حسابا یسیرا

حضرت ابوبکر صدیقؓ

مختصر حالات اور فضائل و مناقب

(آخری قسط)

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک فضیلت یہ بھی حاصل ہے کہ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے یار غار تھے۔ اکثر اکٹھے رہتے۔ ایک دوسرے کے گھر اکثر آیا جایا کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کو آپؓ پر بہت اعتماد تھا۔ پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی وہ آپؓ سے کرلیا کرتے۔ سفر ہجرت جو انتہائی رازداری کے ساتھ ہو رہا تھا' اس میں خانہ صدیق کے افراد ہی ہمراز تھے۔ آپؓ خود رسول اللہ ﷺ کے ساتھی تھے۔ آپؓ کا بیٹا عبداللہ رات کے وقت آ کر حالات سے باخبر کرتا۔ آپؓ کا خادم عامر بن فہیرہ روزانہ بکریاں لے کر آتا اور آپ کی بیٹی اسماء کھانا تیار کرکے بھیجتی۔

بارگاہ نبوت میں آپ کا تقرب سب سے زیادہ تھا۔ جو بات کوئی شخص آنحضرت ﷺ سے نہیں کر سکتا تھا' ابوبکرؓ کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی موجودگی میں عمرو بن ہشام کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو اس بات کو پسند نہ کیا۔ اسی دوران حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو ناراض پایا۔ اس پر وہ باہر چلے گئے اور حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ابوبکرؓ کو دیکھا تو چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ پھر حضرت علیؓ نے جگر گوشہ رسولؐ کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہ کا پیغام دیا مگر آپؓ خاموش رہے۔ بعدازاں جب وہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں تو آپؓ نے حضرت عمرؓ پر واضح کیا کہ آپ کو اس وقت میری خاموشی ضرور ناگوار محسوس ہوئی ہوگی مگر میں رسول اللہ ﷺ کے ارادہ سے آگاہ تھا اور اس راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے مجھ پر احسان کیا میں نے اس کا بدلہ اتار دیا سوائے ابوبکرؓ کے' کہ اس کے احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی چکائے گا۔ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا مسجد کے احاطہ میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں مگر ابوبکرؓ کا دروازہ کھلا رہے۔ ایک شخص کے پوچھنے پر کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے نزدیک مردوں میں سب سے زیادہ محبوب شخصیت کون سی ہے' آپؐ نے فرمایا: ابوبکرؓ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو فراست' ذہانت اور نور بصیرت سے نوازا تھا۔ خوابوں کی تعبیر کی صلاحیت خوب رکھتے تھے۔ لوگ آپؓ کے پاس اپنے خواب بیان کرتے اور تعبیر پوچھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات مستعار کے آخری دنوں میں حضرت عائشہؓ نے خواب دیکھا کہ ان کے حجرے میں تین چاند اترے ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے اس کی تعبیر پوچھی تو وہ خاموش رہے۔ بعدازاں جب رسول اللہ ﷺ رحلت کے بعد حجرہ عائشہؓ میں دفن ہوئے تو آپؓ نے فرمایا: عائشہؓ یہ پہلا اور سب سے بہتر چاند ہے جو تیرے حجرہ میں اترا ہے۔

آپ گفتگو میں بہت محتاط تھے۔ سمجھتے تھے کہ زبان سے نکلے ہوئے ہر لفظ پر باز پرس ہوسکتی ہے لہٰذا بات سوچ سمجھ کر کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس سفر وحضر کے ساتھی سے بہت کم احادیث مروی ہیں۔

رزق حلال کے معاملہ میں حد درجہ احتیاط کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپؓ کا غلام کھانے کی کوئی چیز لایا۔ آپؓ نے خلاف معمول کھانے سے پہلے نہ پوچھا کہ کہاں سے لائے ہو۔ بعدازاں احساس ہوا تو پوچھنے پر غلام نے بتایا کہ ایام جاہلیت میں میں نے کسی کی جھوٹ موٹ فال نکالی تھی' آج اس شخص نے اسی کے صلہ میں مجھے چیز دی۔ یہ سن کر آپؓ نے اپنے منہ میں انگلی ڈالی اور سب کھایا ہوا قے کردیا۔

نام ونمود' ریاکاری اور دنیا طلبی سے سخت نفرت کرتے تھے۔ امارت کو بہت بڑی ذمہ داری سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے کہا نصیحت فرمایئے تو کہنے لگے' تم پر اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ نماز پڑھو' روزے رکھو' زکوٰۃ دیتے رہو اور حج کرو۔ نیز سب سے بڑھ کر یہ کبھی امارت قبول نہ کرنا۔ دنیا میں امیر کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے۔ قیامت کے روز اس کی باز پرس نہایت سخت ہوگی۔

ساری زندگی اپنا مال اللہ کی راہ میں لٹاتے رہے' جس میں غلاموں کی آزادی' غریبوں' مسکینوں اور ناداروں کی مالی امداد اور جہاد کی تیاری میں بے دریغ خرچ کرنا شامل ہے۔ خلافت کے دوران حال ہوگیا کہ بیت المال کے مقروض ہوگئے۔ وفات کے وقت وصیت کی کہ سب سے پہلے میرا فلاں باغ بیچ کر بیت المال کا قرض اتارنا' پھر جو بھی چیز بیت المال کی گھر میں نظر آئے حضرت عمرؓ کے حوالہ کر دینا۔ زندگی میں مستحقین کی امداد اس طرح بھی کثرت سے کرتے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی۔

آپ تجارت پیشہ اور خوشحال سوداگر تھے۔ دور دراز کے تجارتی سفر بھی اختیار کئے' خوب کمایا۔ قبول اسلام کے بعد انفاق فی سبیل اللہ بھی دل کھول کر کیا۔ خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد بھی کاروبار جاری رکھنا چاہا مگر اس سے عوام کی فلاح و بہبود کے کاموں میں رکاوٹ آتی تھی چنانچہ کاروبار چھوڑ دیا اور ہمہ تن عوام کی خدمت میں لگ گئے۔ گزراوقات کے لئے معمولی سا وظیفہ بیت المال سے لینا قبول کیا۔ وظیفے کی یہ رقم اتنی کم تھی کہ گھر کے اخراجات مشکل سے پورے ہوتے تھے۔

آپ انتہائی سادہ زندگی گزارتے تھے۔ تکلفات سے نفرت تھی۔ سادہ لباس اور سادہ سا کھانا پسند کرتے اور جوں جوں زندگی آگے بڑھتی گئی اس سادگی میں اور اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ نئے کپڑے کا کفن بھی گوارہ نہ کیا بلکہ وصیت کی کہ مجھے پرانے کپڑوں ہی میں کفنا دینا۔ نیا کپڑا کسی زندہ کے کام آجائے گا۔

آپ نہایت منکسر المزاج انسان تھے۔ خاکسارانہ رویہ اور تواضع پسند تھی۔ اپنے کام خود کر لیتے۔ جوانی میں بھیڑ بکریاں بھی چرائیں۔ آس پاس رہنے والوں کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو محلے کی ایک لڑکی کو تشویش ہوئی کہ پہلے تو ابوبکرؓ اس کی بکریوں کا دودھ دوہ دیا کرتے تھے' اب کیا ہوگا۔ آپ کو خبر ہوئی تو اسے تسلی دی کہ تمہارا کام اب بھی میں کر دیا کروں گا۔ اگر کوئی تعریف کرتا تو پسند نہ کرتے اور دعا کرتے "اے اللہ! تو مجھے ان کے حسن ظن سے بہتر کر دے۔ میرے گناہوں کو بخش دے اور لوگوں کی بے جا تعریف کا مجھ سے مواخذہ نہ کرنا۔"

آپ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے عاشق تھے۔ کوئی کام آپؐ کے طریقے سے ہٹ کر کرنا انہیں گوارا نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر رات کو دیر تک نوافل میں مصروف رہنا آپ کا معمول تھا۔ خوف خدا اس حد تک تھا کہ مغفرت کی دعا کرتے کرتے داڑھی آنسوؤں سے تر ہوجاتی۔

آپ کی چار بیویاں تھیں جن سے تین بیٹے عبداللہؓ عبدالرحمٰنؓ اور محمد جبکہ تین بیٹیاں اسماءؓ' عائشہؓ اور ام کلثومؓ تھیں۔

نوجوان پاکستانی نسل کے لئے امریکی منصوبہ!

حزب التحریر کا شائع کردہ ہینڈبل

28 جولائی 2002ء کو اسلام آباد میں امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ کولن پاول نے "تعلیمی نظام میں اصلاحات کے لئے پاکستان کی کوششوں" میں امریکی مدد کو خصوصی طور پر اُجاگر کیا۔ یقیناً امریکہ کا پاکستان کی تعلیمی پالیسی میں بہت عمل دخل ہے۔ محض موجودہ سال کے دوران پاکستان کی وزیر تعلیم زبیدہ جلال نے کئی امریکی عہدیداروں سے ملاقاتیں کیں جن میں امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ کولن پاول' امریکی قومی سلامتی کی ایڈوائزر کونڈا لیزا رائس اور پاکستان میں امریکہ کی نئی سفیر نینسی پاول شامل ہیں۔ نیز امریکہ نے اپنے قول کو عملی جامہ پہنانے کے لئے خطیر رقم فراہم کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ 9 اگست کو امریکہ کی بین الاقوامی ترقیاتی ایجنسی (USAID) نے آئندہ پانچ سالوں کے دوران تعلیم کے میدان میں اصلاحات کے لئے پاکستان کو 100 ملین ڈالر کی امداد دینے کا اعلان کیا۔ پاکستان کے نظام تعلیم میں امریکی عمل دخل کے پس پشت ایک واضح امریکی ایجنڈا کارفرما ہے جس کے پاکستان کے مستقبل یعنی نوجوان نسل پر خطرناک اثرات مرتب ہوں گے۔

امریکہ اپنے نوآبادیاتی راج کے خلاف مسلمانوں کی مخالفت پر فکرمند ہے اور اس مخالفت سے نپٹنے کے لئے پاکستان کے نوجوانوں کو کلیدی حیثیت دیتا ہے۔ درحقیقت امریکہ مسلمانوں کے غم و غصے کے بارے میں اس قدر پُر تشویش ہے کہ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اور قومی سلامتی کونسل کے ساتھ ساتھ امریکی وزارتِ دفاع بھی اس معاملے میں شامل ہیں۔ 3 مئی کو امریکہ کے ڈپٹی سیکرٹری آف سٹیٹ پال ولف وٹز نے کہا "مغرب اور مسلم دنیا کے درمیان خطرناک خلیج حائل ہے اور ہمیں لازماً اس خلیج کو پُر کرنا ہوگا اور ہمیں ابھی سے اس کی ابتدا کرنی چاہئے' خلا بہت بڑا ہے اور مزید دیر کی گنجائش نہیں"۔ خصوصاً امریکہ یہ جانتا ہے کہ مسلمان نوجوانوں پر توجہ مرکوز کرنا ازحد ضروری ہے کیونکہ وہ اُمت مسلمہ کا مستقبل ہیں۔ امریکی سینٹر ایڈورڈ کینیڈی کے الفاظ میں: "آج کے ہائی سکول کے طالب علم کل کے لیڈر ہیں...... ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ ہم مسلمانوں سے اقدار اور افکار کے میدان میں رابطے استوار کر کے ان سے امریکہ مخالف جذبات اور تصورات کا خاتمہ کریں"۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی اور دیگر استعماری ادارے پاکستان کے تعلیمی میدان میں سرگرم عمل ہیں۔ ترقی پزیر ممالک میں اعلیٰ تعلیم کے لئے عالمی بینک اور یونیسکو (UNESCO) ٹاسک فورس کے مشترکہ چیئرمین پروفیسر ہنری روو سکی' امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ کولن پاول اور امریکی قومی سلامتی کے ایڈوائزر کونڈ لیزا رائس نے پاکستان کی تعلیمی اصلاحات کا جائزہ لینے کے لئے 8 مئی کو وزیر تعلیم زبیدہ جلال سے ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد امریکہ نے اس امر سے پردہ اٹھایا کہ وہ تعلیمی اصلاحات کی حمایت پاکستان کو میانہ رو بنانے کے لئے کر رہا ہے۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ترجمان رچرڈ باؤچر نے اعلان کیا کہ امریکہ اس بات کی حمایت کرتا ہے کہ "پاکستان ایک جدید اور اعتدال پسند راہ پر گامزن ہو جس کے لئے تعلیم ایک کلیدی کردار ادا کرتی ہے"۔

استعماری طاقتیں پاکستان کا اپنا مرتب کردہ تعلیمی نظام تبدیل کر رہی ہیں تاکہ پاکستانی نوجوان استعماری معیار پر پورا اتر سکیں۔ عالمی بینک۔ یونیسکو نے اپنی رپورٹ "ترقی پزیر ممالک میں اعلیٰ تعلیم: خطرات اور توقعات" میں ترقی پزیر ممالک کے نوجوانوں کی شخصیت میں مکمل تبدیلی لانے پر زور دیا ہے۔ رپورٹ میں "عمومی یا لبرل تعلیم" پر زور دیا گیا ہے جس کا بنیادی نقطہ "پیشہ سے قطع نظر ایک فرد کی مکمل شخصیت سازی ہے جس میں اس کی زندگی کے مقصد کو مہذب بنانا اور اس کے جذباتی ردِعمل کو سنوارنا بھی شامل ہے"۔ مغربی استعمار اس بات کا کھلم کھلا اعتراف کرتے ہیں کہ لبرل تعلیم مغربی اقدار اور ان کے مروجہ افکار پر ہی قائم ہے۔ رپورٹ کے مطابق "اس مخصوص طریقہ تعلیم کی جڑیں مغرب میں ہیں"۔ علاوہ ازیں استعماری طاقتیں اس بات سے آگاہ ہیں کہ ان کے اس نظام تعلیم کے خلاف مزاحمت ہو گی۔ رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ لبرل تعلیم "نوآبادیاتی تسلط اور ان کے تعلیمی نظام کی یاد دلاتی ہے"۔ لیکن پھر اس سوچ کو "افسوس کن" قرار دے کر مسترد کر دیتی ہے۔ استعماری طاقتیں پاکستان میں عمومی یا لبرل تعلیم کے اجراء کو یقینی بنانے کے لئے مشرف حکومت کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں۔ عالمی بینک نے اعلیٰ تعلیم کے لئے پاکستان کی قومی ٹاسک فورس کو امداد مہیا کی اور عالمی بینک یونیسکو کے ممبران پاکستان کی تعلیمی پالیسی بنانے میں بھرپور طریقے سے سرگرم عمل رہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی ٹاسک فورس نے بھی اپنی مارچ 2001ء کی دستاویز میں عمومی (یا لبرل) تعلیم پر زور دیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "نہ صرف سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری درجے بلکہ گریجویٹ پروگراموں کے لئے بھی عمومی تعلیم کی تجویز پیش کی گئی تھی....."

گورنمنٹ کے تعلیمی نصاب کے ذریعے استعماری اقدار کو ٹھونسنے کے ساتھ ساتھ تعلیمی اصلاحات کے ذریعے سکولوں کی ملکیت غیر ملکی چرچوں کے حوالے کرنے کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے جبکہ اس دوران مدرسوں کی بیرونی امداد پر پابندی لگانے کی بات بھی کر رہی ہے۔ 25 جولائی کو ڈان اخبار نے رپورٹ کیا کہ گورنر خالد مقبول نے اعلان کیا ہے کہ "سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ قومیائے گئے تعلیمی اداروں کو ان کے اصلی مالکان کے حوالے کر دیا جائے" اور "حکومت کو پہلے ہی پریس بیٹرین چرچ کی جانب سے گورنمنٹ ایف سی کالج اور کنیئرڈ کالج کو واپس کرنے کی درخواست موصول ہو چکی ہے"۔ اور سندھ میں 27 جولائی کو ڈان نے رپورٹ کیا کہ حکومت کو عیسائی مشنری اداروں کی طرف سے سینٹ جوزف کالج برائے خواتین اور سینٹ پیٹرک کالج کی واپسی کی درخواست ملی ہے۔ یہ منصوبے عالمی بینک کی جانب سے پاکستان کی تعلیم پر براہ راست اثر انداز ہونے کا نتیجہ ہیں۔ عالمی بینک مدرسوں پر کنٹرول کو سخت کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے جبکہ اس کے برعکس دیگر سکولوں پر ریاستی کنٹرول کو نرم کرنے یعنی ڈی ریگولیشن کے لئے کوشاں ہے۔ عالمی بینک اپنی رپورٹ 23916-PAK میں "مدرسوں کو موجودہ تعلیمی دھارے سے ہم آہنگ کرنے" کا مطالبہ کرتا ہے جبکہ ورلڈ بینک' یونیسکو رپورٹ میں سکولوں پر ریاستی کنٹرول پر نکتہ چینی کی گئی ہے اور یہ اصرار کیا گیا ہے کہ "کئی ممالک میں ڈی ریگولیشن' پرائیویٹ اداروں کے قیام اور ان کے چلانے میں ریاستی گرفت کو نرم کر رہی ہے"۔

لہٰذا پاکستان کی تعلیمی اصلاحات دراصل مسلم نوجوانوں میں مغربی تہذیب اور اقدار راسخ کرنے کی ایک استعماری کوشش ہے۔ استعماری قوتیں اپنے استحصال کے خلاف کسی بھی قسم کی مزاحمت کو ختم کرنے کے لئے تعلیم کو استعمال کر رہی ہیں۔ درحقیقت ثقافتی غلبہ ہمیشہ سے نوآبادیاتی نظام کا بنیادی ستون رہا ہے۔ 1835ء میں تعلیم کے بارے میں برطانوی استعمار لارڈ میکالے نے اپنی یادداشت میں لکھا کہ استعمار ایسا تعلیمی نظام چاہتا ہے جس میں "ایسے لوگوں کا طبقہ تیار کیا جائے" جو کہ رنگ و نسل میں انڈین ہوں مگر ذوق' رائے' اقدار اور ذہنیت میں انگریز ہوں"۔ اور آج یہ امریکہ ہے جو کہ اس بات کو یقینی بنانے

کے لئے کوشاں ہے کہ مسلمانوں کی نئی پود پاکستان کے استحصال کی راہ میں کسی قسم کی مزاحمت پیش نہ کرے۔ یوں امریکہ نے اس امر کی تصدیق کردی ہے کہ استعماری قوتیں صرف مسلمانوں کے بے پناہ ذخائر کا استحصال کرنے اور مسلم علاقوں پر تسلط جمانے پر ہی مطمئن نہیں بلکہ وہ اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک کہ مسلمانوں کی ہر فکر' احساس اور عمل مغربی تہذیب کے مطابق نہ ہو جائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح طور پر مسلمانوں کو تنبیہہ کی ہے:

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾

''اور کبھی خوش نہ ہوں گے تم سے یہود اور عیسائی یہاں تک کہ تم اُن کے دین کی پیروی اختیار کرلو کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت ہی (سچی) ہدایت ہے' اور اگر تم اپنے پاس علم آ جانے کے بعد بھی ان کی خواہشات کی اتباع کرو گے تو تمہیں اللہ سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار''

اے مسلمانانِ پاکستان! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں''۔

استعماری طاقتیں اپنی دولت اور تمام تر توانائیاں اس بات کو یقینی بنانے کے لئے صرف کر رہی ہیں کہ تمہاری مستقبل کی نسلیں مکمل طور پر استعماری خواہشات' اقدار اور ایجنڈے کے تابع ہو جائیں۔ اور گزرتا ہوا ہر مہینہ تمہارے اوپر ان کی گرفت کو مضبوط کر رہا ہے اور اپنے تسلط کے دائرہ کار کو مزید بڑھا رہا ہے۔ کیا تم اب بھی یہ تصور کرتے ہو کہ استعماری طاقتیں تمہیں اپنے بچوں کی تربیت کی مہلت دیں گی تاکہ تم ایک دن اس استحصال سے نجات حاصل کر سکو۔ نہیں! ہرگز نہیں۔ یقیناً جب تک تمہاری حکومت تمہارے ہر معاملے کو کفار کے ساتھ منسلک کئے رکھے گی تم کبھی بھی آسودہ حال نہیں ہو سکتے۔

یہی وقت ہے کہ خلافت کو دوبارہ قائم کیا جائے جو ایک ایسا واحد نظام ہے جو مسلمانوں کو خود مختار اور مضبوط بنائے گا۔ خلافت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ نئی نسل کی پرورش ایسے ماحول میں نہ کی جائے جس میں غیر ملکی شخصیت تصورات اور رجحانات کسی بھی قسم کے ... سے ... ہوں۔ غیر ملکی شخصیت کو مثال بنانے کی بجائے مسلمان اپنے آپ کو دوبارہ ایسے اعلیٰ و عرفا مقام پر لے جائیں گے جو پوری دنیا کے لئے بہترین نمونہ ہوگا۔

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے واسطے پیدا کئے گئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

روزنامہ امت کراچی میں شائع شدہ

امیر تنظیم اسلامی کا مفصل انٹرویو

آئندہ ندائے خلافت میں شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

چشم کشا — جان پلگر (برطانوی صحافی)

موت کے سوداگر

اب جبکہ انڈیا اور پاکستان جو کہ دونوں ایٹمی قوتیں ہیں' جنگ کے دھانے پر کھڑی ہیں۔ برطانیہ ان حالات کو سدھارنے کی بجائے مزید بھڑکا رہا ہے۔ سال 2000ء میں برطانوی حکومت نے 700 برآمدی لائسنس جاری کئے جن کا مقصد انڈیا اور پاکستان کو اسلحہ کی فراہمی تھی۔ اس اسلحہ کی کل قیمت 64 ملین سٹرلنگ پونڈ ہے۔ جس میں سے زیادہ تر ہتھیار پاکستان کے مقابلے میں بھارت کو فراہم کئے گئے۔ اس میں بھارت کے ساتھ مل کر جیگوار طیارے تیار کرنے کا بھی منصوبہ ہے جو کہ ایٹمی ہتھیاروں کو لے جاسکتے ہیں۔

اس سال جنوری میں جب دونوں ملک جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ ٹونی بلیئر نام نہاد امن مشن کے تحت برصغیر آئے۔ درحقیقت اس ''امن مشن'' کے پردے میں انہوں نے انڈیا کو 60 ہاک لڑاکا جنگی طیارے فروخت کرنے کی ڈیل کی۔ جس کی مالیت 1 بلین پونڈ بنتی ہے۔ یہ طیارے برٹش ایرو سپیس نے بنائے ہیں۔ ہاک طیارے حاصل کرنے کا مسئلہ انڈیا کے میگزین ''آؤٹ لک'' منظر عام پر لایا۔ جس میں بتایا گیا کہ ٹونی بلیئر نے واجپائی کے ساتھ میٹنگ میں بطور خاص یہ معاملہ طے کیا اور وزیر دفاع جارج فرنینڈس نے اس کی تائید کی ہے۔

تین ہفتوں بعد نیو دہلی میں ہتھیاروں کی عالمی نمائش Defexpo ہوئی اس کے انعقاد میں برٹش ہائی کمشن اور برطانوی اسلحہ ساز کمپنیوں کا بڑا ہاتھ تھا۔ جس کا مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ علاقے میں افغانستان اور کشمیر کی وجہ سے خراب صورت حال کو زیادہ سے زیادہ کیش کیا جائے۔ ٹونی بلیئر کی حکومت اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے اتنی بے تاب تھی کہ برطانوی افسروں کو فل ٹائم دہلی میں تعینات کیا گیا تاکہ ڈیفنس سپلائی میں کوئی تعطل نہ آنے پائے۔ یہ افسر برطانیہ کی ڈیفنس ایکسپورٹ سیلز آرگنائزیشن (DESO) سے تعلق رکھتے تھے جس کا کام دوسرے ممالک کی افواج کو اسلحہ فروخت کرنا ہے۔ DESO کے پاس بائیس ممالک پر مشتمل ایک خفیہ لسٹ ہے جس کو اسلحہ فروخت کیا جاتا ہے جس میں پاکستان اور بھارت ٹاپ پر ہیں۔ برطانوی میزائل' ٹینک' آرٹلری' اینٹی ایئر کرافٹ' توپیں' دور انداز توپیں' چھوٹے ہتھیار اور ایمونیشن ''خریدیں اور بعد میں ادائیگی'' (Buy now-pay later) کی شرائط پر دستیاب ہیں۔

کیمپ ایکس رے

یہ بات اب واضح ہو چکی ہے کہ کیمپ ایکس رے میں موجود 194 قیدیوں پر ابھی تک کوئی الزام ثابت نہیں ہو سکا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ افغانستان سے پکڑے جانے والے 400 افراد میں سے کوئی ایک بھی القاعدہ کا رکن نہیں ہے۔ ایف بی آئی اور دوسرے پولیس افسروں کی فوج تین ماہ کی تفتیش کے باوجود ابھی تک ان کا 11 ستمبر کے حملوں سے کوئی تعلق ثابت نہیں کر سکی اور نہ ہی ایسے دہشت گردوں کو پکڑ سکی ہے جو امریکہ کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ لیکن ہاؤس آف کامن برطانیہ میں وزراء انہیں دنیا کا خطرناک ترین افراد کہتے ہیں جو کہ لفظ بلفظ وہی ہے جو امریکہ کے وزیر دفاع ڈونالڈ رمزفیلڈ کہتا ہے۔ رمزفیلڈ وہی شخص ہے جو یہ تسلیم کر چکا ہے کہ پنٹاگون میں ایسا دفتر قائم کیا گیا ہے جو دہشت گردی کے خلاف جنگ سے متعلق جھوٹی رپورٹیں حکومتوں اور میڈیا کو جاری کرے گا۔

(بشکریہ: ماہنامہ نیاز زمانہ اپریل 2002ء)

تنظیم اسلامی میر پور کے زیر اہتمام جتّی دارالسلام میں دعوتی پروگرام

اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی دین ہے‘ جس میں تا قیامِ قیامت آنے والے انسانوں کے مسائل کا حل موجود ہے۔ یہ دین نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی سلامتی اور امن کی ضمانت دیتا ہے۔ بدقسمتی سے اسلام کے اساسی اصولوں سے عدم واقفیت کے باعث مغربی نظریات سے مرعوب ہمارے دانشور حضرات آج اسلامی بنیاد پرستوں کو دہشت گرد سمجھنے لگے ہیں‘ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام بنیاد پرستوں کو تو پسند کرتا ہے لیکن دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے۔ دینِ اسلام مسلم و غیر مسلم سب کے لئے امن کا گہوارہ ہے۔ یہ کسی کو بھی ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔ دراصل ہم اسلامی دعوت کو صحیح نہج پر دوسروں تک نہیں پہنچا سکے‘ جس کے نتیجہ میں آج اسلام کو دہشت گردوں کا مذہب قرار دیا جا رہا ہے۔ آج انسانیت کی بھلائی کے نام پر شعوری یا غیر شعوری طور پر انسانیت سوز کارروائیاں جاری ہیں۔ موجودہ سیاسی‘ معاشرتی اور معاشی نظام ظلم و جور پر مشتمل ہے۔ سسکتی انسانیت کو اس ظلم کی چکی کے پاٹوں سے نجات دلانے کی اشد ضرورت ہے۔ اس سے نجات کیسے ممکن ہے؟ دنیا کیسے امن کا گہوارہ بن سکتی ہے اور جنت کا عکس پیش کر سکتی ہے؟ اس کے لئے اسلام کے دامن میں پناہ لینے اور نظام خلافت قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کیوں اور کیسے ممکن ہے؟

تنظیم اسلامی اسی نظام کی امین ہے اور اس کے قیام کے لئے اپنی حد تک جدوجہد کر رہی ہے۔ اسی انقلابی پیغام کی اشاعت کے لئے جگہ جگہ ہفتہ وار اور ماہانہ دروس کے حلقے قائم کئے گئے ہیں۔ کارنر میٹنگز‘ جلسوں اور پُرامن جلوسوں کے ذریعے بھی قرآن کے عالمگیر پیغام کو عوام و خواص تک پہنچانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اسی سلسلہ میں 2 اگست کو تنظیم اسلامی میر پور‘ حلقہ پنجاب (شمالی) کے زیر اہتمام جناب شمس الحق اعوان نے خطاب کیا۔ انہوں نے سورۃ الحج کی آیات 77‘ 78 کی روشنی میں ذاتی زندگی میں ارکان اسلام پر کاربند ہونے‘ بندگی کے نظام کی دعوت اور اس نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کے تینوں فرائض کو وضاحت سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ دین کی دعوت دینا اور اس کے قیام کی جدوجہد کرنا نماز کی طرح فرض ہے۔ حضور ﷺ نے فریضہ رسالت اُمت تک منتقل فرمایا ہے۔ پہلے یہ ذمہ داری انبیاء و رسل کی تھی لیکن اب یہ امت کا فرض ہے‘ جس ادا نہ کرنا خیانت ہوگی۔ ہماری نجات اسلام پر عمل کرنے‘ دعوت دین کا فرض ادا کرنے اور اقامت دین کی جدوجہد میں مضمر ہے۔

خطبہ جمعہ کے بعد ایک گھنٹے کی نشست میں جناب شمس الحق اعوان نے تنظیم اسلامی کے تعارف اور طریق کار کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے تنظیم کی دعوت کا خلاصہ اور انقلابی مراحل بڑے سہل انداز میں پیش کئے۔ اس انقلابی کام کے لئے ایسی جماعت شرط ہے جو بیعت سمع و طاعۃ فی المعروف کی بنیاد پر قائم ہو یہ مشکل کام مغرب سے درآمد شدہ کسی طریقہ سے ممکن نہیں بلکہ اس میں امیر کی اطاعت معروف کی شرط سے لازم ہے‘ چاہے طبیعت و حالات کا تقاضا کچھ ہو۔ اگر دینی انقلاب برپا کرنا ہے اور حضور ﷺ کے دیئے ہوئے فریضہ کی ادائیگی کرنی ہے تو پھر جذبات‘ احساسات‘ وقت‘ مال اور جان کی قربانی کو اپنے لئے موجب سعادت و فخر سمجھنا ہوگا۔ آخر میں محترم شمس الحق اعوان نے سوالات کے مدلل جواب دیئے۔ اس پروگرام میں 10 رفقاء اور 21 احباب شریک ہوئے۔ (رپورٹ: غلام سلطان)

ڈھیر کوٹ میں درس قرآن کی نشست

تنظیم اسلامی ڈھیر کوٹ نے وہاں کی بار ایسوسی ایشن کے تعاون سے ایک درس قرآن کا اہتمام کیا جس کا موضوع تھا: ’’امتِ مسلمہ کا زوال ــــ اسباب و علاج۔‘‘ اس کے لئے تنظیم اسلامی بیروٹ کے امیر جناب خالد محمود عباس کو مدعو کیا گیا۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں کہا کہ ہمارے زوال کا اصل سبب قرآن کو چھوڑ دینا ہے۔ اسی وجہ سے آج امت میں ایمانِ حقیقی اور جہاد فی سبیل اللہ کا تصور مجروح ہوا ہے اور اعمالِ صالح کا تصور غلط ہو گیا۔ یوں دینِ اسلام محض ایک مذہب بن کر رہ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم امت اور پاکستان کے استحکام کا مکمل انحصار نہ تو جدید ٹیکنالوجی کے حصول پر ہے اور نہ ہی معاشی ترقی پر‘ بلکہ ہمارے استحکام اور عروج کا راز اسلام کی اقامت و اشاعت میں مضمر ہے‘ جو قرآن سے تعلق قائم کرنے کے بغیر ممکن نہیں۔

اس پروگرام میں وکلاء‘ ٹیچرز اور لیکچررز کے علاوہ عام افراد نے بھی شرکت کی‘ جن کی کل تعداد 70 کے لگ بھگ تھی۔ ایک گھنٹے پر محیط یہ خطاب بڑی توجہ سے سنا گیا۔ اس پروگرام کے انعقاد میں رفقاء تنظیم کے علاوہ ایڈووکیٹ جناب سردار راشد اقبال اور جناب عبدالغفور شرر نے بھرپور تعاون کیا۔ اللہ اس کاوش کو ہمارے لئے توشۂ آخرت بنائے۔

(رپورٹ: جمیل الرحمٰن عباسی)

ذیلی حلقہ سرگودھا کا ماہانہ دعوتی پروگرام

☆ 26 جولائی کو بعد نماز جمعہ ترتیب شدہ پروگرام کے مطابق ذیلی حلقہ سرگودھا کے دس رفقاء پر مشتمل ایک قافلہ حلقہ پنجاب (غربی) کے امیر جناب محمد رشید عمر کی قیادت میں عازم جوہر آباد ہوا۔ نماز عصر وہاں پہنچ کر ادا کی گئی‘ جس کے بعد دو دو رفقاء پر مشتمل جماعتیں تشکیل دی گئیں جو شہر کے مختلف علاقوں میں عمومی اور خصوصی ملاقاتوں کے لئے روانہ ہوئیں۔

بعد مغرب نماز جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے ’’اسلامی انقلاب کی اہمیت اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر مفصل بیان کیا۔ سامعین کی ایک معتدبہ تعداد نے بڑی توجہ اور دلچسپی سے یہ خطاب سنا۔

عشاء کی نماز کے لئے مختلف مساجد میں رفقاء کی تشکیل کی گئی۔ جامع مسجد شوگر ملز کالونی میں جناب پروفیسر خان محمد نے سیر حاصل بیان فرمایا۔ جامع مسجد بیت المکرم میں راقم اور عزیزم خالد وسیم نے ’’عبادت رب‘‘ پر بات کی۔ صوبیدار محمد اکرم نے مرکزی مسجد میں تنظیم کی دعوت سے متعارف کروایا۔

☆ 27 جولائی کو بعد نماز فجر جناب محمد رشید عمر کا درس قرآن ہوا۔ ناشتہ کے بعد دو دو تین تین رفقاء کے گروپ تشکیل دے کر انفرادی ملاقاتوں کا پروگرام بنایا گیا۔ تمام رفقاء ظہر کی نماز سے پہلے دفتر واپس آ گئے۔ بعد نماز عصر جناب دلاسہ خان اور ملک محمد بشیر‘ جناب خالد وسیم کے ساتھ جناب مولانا عبدالجبار اور دیگر مدرسین سے ملاقات کے لئے تبلیغی مرکز روانہ ہوئے۔ الحمدللہ ان کی ملاقات مفید رہی۔ بعد نماز مغرب جناب عبدالسمیع نے ’’فرائض دینی اور انقلابی طریقہ کار‘‘ پر مفصل بیان کیا جس کے بعد سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ اختتامی کلمات کے ساتھ راقم نے احباب کو تنظیم کا تعارف کرایا اور اس میں شمولیت کی دعوت دی۔ بعد نماز عشاء جناب عابد حسین اور جناب خالد وسیم کی سربراہی میں دو مساجد میں مختصر بیان کا موقع ملا۔

☆ 28 جولائی کو بعد نماز فجر جناب محمد بشیر کا درس ہوا۔ ناشتہ کے بعد مطالعہ لٹریچر کی دو نشستیں ہوئیں۔ جناب طاہر بشیر اور جناب عبدالسمیع نے ’’مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق‘‘ کا مطالعہ کروایا۔ اس کے بعد اسی موضوع پر مذاکرہ ہوا۔

ایک گروپ نوجوانوں کی ایک فلاحی تنظیم ایم وائی ایم ویلفیئر سوسائٹی کے مرکز گیا۔ وہاں درس قرآن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ نوجوانوں کے ساتھ دو نشستیں بھرپور دعوت پر مبنی رہیں۔ اس سوسائٹی میں تقریباً 300 نوجوان رجسٹرڈ ہیں‘ جن میں بہت سارے حافظ بھی ہیں۔ اکثریت دینی مزاج کی حامل ہے۔ ان شاء اللہ مزید ملاقاتیں ہوں گی۔ مقامی رفقاء اس سلسلے میں مصروف کار ہیں۔

دوسرا گروپ ایک قریبی قصبہ پیلووینس گیا جہاں تنظیم اسلامی کی دعوت کے لئے ایک پروگرام تھا۔ یہ ایک اچھا تعارفی پروگرام ثابت ہوا۔

بعد نماز ظہر جناب عبدالسمیع نے جامع مسجد حنفیہ محمدیہ میں بھرپور دعوتی بیان دیا جو بہت موثر اور دلچسپ رہا۔

قافلہ شام تک بخیریت مسجد جامع القرآن‘ سرگودھا واپس پہنچ گیا۔ (رپورٹ: ملک خدا بخش)

دعا برائے صحت یابی

تنظیم اسلامی کورنگی‘ کراچی کے دو نوجوان رفقاء پچھلے دنوں ایک سنگین ٹریفک حادثے سے دوچار ہوئے‘ جن کے نام توحید خان اور حافظ انجینئر نعمان اختر ہیں۔ توحید خان صاحب اب تک لیاقت نیشنل ہسپتال کے شعبہ انتہائی نگہداشت میں ہیں۔ ان کے دماغ میں چوٹیں آئی ہیں جبکہ نعمان اختر صاحب کی تین پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں اور ان کے ایک شانہ کا آپریشن ہوا ہے۔ رفقاء و احباب سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

Stop Ignoring Nazi Ambitions

Pakistan is the prime target of many overt and covert actions for being the sole Muslim nuclear power. Iraqis are dying by millions to pay the price for allegedly possessing weapons of mass destructions. On August 22nd, American and Russian forces whisked away Uranium from Yugoslavia as the first of a series of "preemptive strikes" on unfriendly nuclear installations. While Bush vows to remove Iraqi dictator at any cost, he praises General Musharraf [1] and his State Department plans to provide security to Karazai [2] Strange it may sound. but all these facts hint at another Hitler in the making with full support of dictators and democrats alike from the world around.

Muslims are being blamed for totalitarian, ambitions. Muslim countries are being targeted for possessing weapons of mass destructions. Islam is being blamed for a totalitarian world view. However being leader of a country, which has developed and used more weapons of mass and small-scale destruction ever in human history. Bush has put plants on extra shifts to increase weapon production. Bush is not a Muslim. Which militaristic impulse has then forced him to dispatch advance teams to assess need for new airstrips abroad and ordered US Department of Energy to get strategic petroleum reserve up to its full capacity [3]

Bush is the right pick to prove that "militant Islam" has not come to America. as Daniel Pipes asserts in his latest book. It is rather the specific militaritic impulse of American leadership which forced Bush in July 2001 to refuse signing a verification protocol, which the 144 signatories of 1972 convention on biological weapons had prepared after years of deliberation. In December 2001, his negotiators tore the biological weapons convention to shreds for it was considered an obsticle to Bush administrations totalitarian ambitions.

In September 2001, the New York Times reported that "the Pentagon has built a germ factory that could make enough lethal microbes to wipe out entire cities." This factory is constructed without either congressional oversight or a declaration to the biological weapons convention, in direct contravention of international law. Bush government has also been planning to test warheads containing live microbes in large aerosol chambers at the US Army's Edgewood Chemical Biological Centre in Maryland. Experts in this field say that the scale of the experiments suggests that they are not defensive, but designed to help develop new biological weapons. [4]

Imagine if this New York Times report was about any Muslim country. The US media would have put Islam in the dock long ago.

US Y-12 nuclear plant in Oak Ridge has resumed systematically upgrading American nuclear weapons. The mentality at Y-12 today mirrors that of thirty-five years ago, at the height of the Cold War. Production of nuclear weapons components trumps all other work. Dismantlement of retired warheads. despite an acknowledged seven-year backlog, does not occur. [5]

Bush administration is also thinking of testing nuclear bunker busters. The Nuclear Posture Review a secret report to Congress leaked by the US press suggests the need for new nuclear trials for destroying deep buried bunkers in mountains of South and Central Asian countries and meeting the "nation's defense goals in the 21st century" [6] The target, of course is nothing other than Pakistan.

Latest information from Washington reveals that high-powered micro-wave (HPM) and plasma weapons are under testing for use in the near future HPM and lasers are the primary directed-energy weapons available to the military. where as a plasma packet has mass, moves through space and has been compared with a bolt of lightning. It is slower than a laser beam or HPM spike, but it can cause much more physical damage. [7]

Besides increasing the rate of developing weapons of mass destruction Bush and Rumsfeld are weighing new covert action through developing assassination squads in the form of military units on mission to assassinate anyone considered a threat to US in countries around the world without informing the governments involved. [8] At home, situation has deteriorated to the extent that an American judge compared the Bush Administration's actions with those of medieval monarchs. [9]

The scale of Bush military ambitions is demonstrated by the gargantuan increase in the military budget, a staggering $48 billion. And his call for every American to sacrifice two years in public service clearly suggests the logic of this program of unbridled militarism.

What Hitler dreamed, Bush Junior seems to be succeeding in doing with active support form puppet regimes and established democracies from around the world.

Like Hitler, Bush has no intention of living with the strict limits to his power imposed by the international law or bodies such as ICJ.

Bush is promising peace and freedoms while its forces are stalling inquiries into 9-11, violating all norms to freedom, democracy and justice in Afghanistan and Pakistan Evidence is mounting by the day that no plane has crashed into Pentagon [10] and collapse of WTC is caused by some factor other than fire from the jet fuel. Nazi forces were also staging attacks on German interests setting Reichstag on fire, causing as much trouble as they could while Hitler made speeches promising that he could end the wave of terrorism if he was granted extraordinary powers

Like the Germans under Hitler, every person on this earth is being warned that a dangerous implacable, invisible, omnipresent and invulnerable enemy threatens